نمبر ۶۲ | مورخہ ۱۲ ؍ شعبان ۱۳۵۳ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۰ ؍ نومبر ۱۹۳۴ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۱۸ ؍ نومبر بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو کھانسی کی سخت تکلیف ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے۔

حضرت میرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت تاحال ناساز ہے دعائے صحت فرمائی جائے ؂

افسوس کہ ۱۴ ؍ نومبر ملک محمد طفیل صاحب محلہ دار البرکات کا لڑکا بعمر چار سال بعارضہ ٹائیفائڈ فوت ہو گیا۔ احباب والدین کے لئے صبر جمیل اور نعم البدل کے لئے دعا کریں ؂

۱۶ ؍ نومبر شیخ محمد دین صاحب پراچہ نے اپنے ولیمہ کی اور ۱۸ ؍ نومبر بھائی محمد عالم صاحب بھاگلپوری نے اپنے لڑکے نذیر احمد صاحب کے ولیمہ کی دعوت دی ؂

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین

وہ لوگ بڑی غلطی پر ہیں۔ جو ایک ہی دن میں حق الیقین کے درجے پر پہونچنا چاہتے ہیں۔ یاد رکھو۔ کہ ایک ظن ہوتا ہے۔ اور ایک یقین۔ ظن صرف خیالی بات ہوتی ہے اس کی صحت اور سچائی پر کوئی حکم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں احتمال کذب کا ہوتا ہے لیکن یقین میں ایک سچائی کی روشنی ہوتی ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ یقین کے بھی مدارج ہیں۔ ایک علم الیقین ہوتا ہے۔ پھر عین الیقین اور تیسرا حق الیقین۔ جیسے دور سے کوئی آدمی دھواں دیکھتا ہے۔ تو وہ آگ کا یقین کرتا ہے۔ اور یہ علم الیقین ہے۔ اور جب جاکر دیکھتا ہے۔ تو وہ عین الیقین ہے اور جب ہاتھ ڈال کر دیکھتا ہے۔ کہ وہ جلاتی ہے۔ تو وہ حق الیقین ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جن کی ابھی ظن سے مخلصی نہیں ہوئی۔ جبکہ سنت اللہ اسی طرح پر ہے۔ کہ جو مامور خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ ان کے ساتھ ابتلاء ضرور ہوتے ہیں۔ پھر میں کیونکر ابتلاء کے بغیر آسکتا تھا۔ اگر ابتلاء نہ ہوتے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بنی اسرائیل میں سے آجاتے۔ تاکہ ان کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملتا۔ کہ آنے والے کے لئے لکھا ہے۔ کہ وہ تیرے بھائیوں میں سے ہوگا۔ اور اسی طرح حضرت مسیح کے وقت ایلیا ہی آجاتا۔ تاکہ ان کو ٹھوکر نہ لگتی ؂

(الحکم ۱۰ ؍ دسمبر ۱۹۰۲ء)

اخبار احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قبولیت دُعا کا ثبوت

۳۰ و ۳۱ اگست کی درمیانی شب خاکسار کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ تولد ہوتے ہی تشنج امراض میں مبتلا ہوگیا۔ پاخانہ و پیشاب بالکل بند تھا۔ جو نوزائیدہ بچوں کے لئے سخت مہلک ہے۔ کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ تو میں تمام ادویات سے مایوس ہو کر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں دُعا کے لئے عریضہ تحریر کرنے بیٹھ گیا۔ تحریر عریضہ جب ختم کر چکا۔ تو اندر سے اطلاع ملی کہ بچے کو پاخانہ ہوگیا۔ ڈاک خانہ میں خط جانے کے وقت سے کر حضور اقدس کے ملاحظہ تک کے عرصہ میں تدریجاً بچے کی صحت ہوتی گئی۔ اور حضور کی دُعا کے بعد کوئی شکایت نہ رہی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک زبردست نشان ہے۔ احباب بچے کی تندرستی اور عمر درازی و خادم دین ہونے کی دُعا کریں۔ خاکسار کالے خان احمدی از سری پارد (اڑیسہ)

جماعت احمدیہ گورداسپور کا ریزولیوشن

جماعت احمدیہ گورداسپور اس بات پر افسوس کا اظہار کرتی ہے۔ کہ مخالفین کے غلط اور جھوٹے پراپیگنڈا کی وجہ سے ہمارے دوست قاضی محمود الحسن حب کلرک زراعتی فارم گورداسپور کو یہاں سے تبدیل کر کے ہانسی بھیجا جا رہا ہے۔ یہ فیصلہ ڈائرکٹر صاحب زراعت کو غلط اطلاعات دے کر کروایا گیا ہے۔ اور ہم ڈائرکٹر صاحب کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ اس معاملہ میں دوبارہ غور کر کے اس تبدیلی کو منسوخ کر دیں۔ جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ گورداسپور ؛

سپاس تعزیت

میرے والد بزرگوار حضرت ملک نور الدین صاحب مرحوم مغفور کی وفات پر احباب جماعت نے جس کثرت اور دلی خلوص سے میرے اس صدمہ میں شرکت فرمائی ہے۔ اور جو بذریعہ تار و خطوط میرے شریک غم ہوئے ہیں۔ بوجہ بعض مصروفیتوں کے فرداً فرداً جواب نہ دینے کے اس اعلان کے ذریعہ ایسے سب حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ان کے لئے نیک اجر کی دُعا کرتا ہوں۔ خاکسار ملک عزیز احمد۔ از قادیان ؛

درخواست ہائے دُعا

(۱) میرے والد بابو نقیر علی صاحب اسٹیشن ماسٹر پر ایک دشمن نے محض احمدیت کی دشمنی کی وجہ سے فوجداری مقدمہ دائر کر دیا ہے جو بالکل بناوٹی ہے۔ احباب درد دل سے دُعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے ؛ خاکسار نذیر احمد سابق مبلغ افریقہ قادیان ؛ (۲) ڈاکٹر فتح دین صاحب بعض مصائب اور تکالیف میں مبتلا ہیں۔ احباب دُعا فرمائیں۔ کہ خداوند تعالیٰ ان کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ خاکسار حکیم عبدالرحیم وانہ وزیرستان

(۳) میرے والد ماجد عرصہ قریباً ایک ماہ سے بیمار ہیں۔ نیز میری والدہ کی بینائی کم ہو رہی ہے۔ احباب دونوں کی صحت کے لئے دُعا کریں۔ خاکسار دین محمد از گوجرانوالہ (۴) بابو عبدالعزیز صاحب ہیڈ کلرک کی بیوی بیمار ہے۔ احباب صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔ خاکسار نذیر احمد از چھاؤنی جالندھر ؛ (۵) شیخ محمد بشیر صاحب کی بیوی اور بچے بیمار ہیں۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار محمد عبداللہ از مریدکے ؛

سیرت النبیؐ کے جلسوں کے متعلق ضروری اعلانات

(۱) احباب ہر شہر اور ہر گاؤں میں جلسوں کا انتظام فرمائیں۔ اور آج سے ہی کام شروع کر دیں۔ لوگ زیادہ آئیں۔ یا کم۔ عام مسلمان۔ اور دیگر مذاہب کے لوگ مدد دیں۔ یا نہ دیں۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ ان جلسوں کا انتظام کرے۔ تاکہ اس سال گزشتہ سالوں سے زیادہ شاندار جلسے ہو سکیں ؛

(۲) لیکچرار صاحبان اپنے لیکچروں کے لئے ضروری معلومات بہم پہونچائیں۔ اور آج سے ہی تیاری شروع کر دیں۔ خاص کر "الفضل" کے خاتم النبیین نمبر سے فائدہ حاصل کریں۔ جو انشاء اللہ العزیز ۲۰ نومبر تک شائع ہو جائے گا۔ جماعتیں لوکل طور پر لیکچرار مہیا کرنے کی کوشش کریں۔ اور یہ امر نوٹ کر لیا جائے کہ جب تک مبلغ کا کرایہ آمد و رفت موصول نہ ہوگا۔ مالی تنگی کی وجہ سے کوئی مبلغ مرکز سے روانہ نہیں کیا جائے گا ؛

(۳) مقامی طور پر غیر مسلم لیکچرار مہیا کرنے کی پوری کوشش فرمائی جائے ؛

(۴) جہاں ایک احمدی بھی ہو۔ جلسہ کرنے کی ضرور کوشش کی جائے ؛

(۵) جلسہ کے مضامین حسب ذیل ہیں۔ (۱) ازدواجی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ (۲) تبلیغ حق کا فریضہ آپ نے کس طرح ادا فرمایا۔ جلسوں کے معاً بعد مفصل مجھے یہ رپورٹ ارسال فرمائی جائے۔ کہ کتنے لوگ جلسہ میں شامل ہوئے۔ اور کن دوستوں نے لیکچر دیئے۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان۔

چندہ کشمیر کی ادائیگی پر احباب کا شکریہ

یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے احباب کرام میاں احمد الدین صاحب زرگر کے ساتھ دوسرے مسلمانوں اور مستورات سے چندہ کشمیر ریلیف فنڈ وصول کرنے میں تعاون فرما رہے ہیں۔ اس ایک ہفتہ کے اندر میاں احمد الدین صاحب نے مبلغ ۱۵۰ کی رقم ارسالی کی ہے۔ معطی صاحبان اور تعاون کرنے والے احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے التماس ہے۔ کہ دوسرے مقامات کے احباب بھی چندہ کشمیر ریلیف فنڈ وصول کرنے میں تعاون کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ خاکسار برکت علی جائنٹ فنانشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ۔ قادیان

ولادت

میاں دوست محمد صاحب تاجر کلکتہ کے ہاں فرزند نرینہ پیدا ہوا۔ حضرت اقدس نے رفیق احمد نام رکھا ہے۔ احباب مولود کی درازی عمر صالح ہونے کی دُعا فرمائیں۔ صاحب موصوف نے اس خوشی میں پانچ روپے بمد اعانت ارسال کئے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (مینیجر الفضل) (۲) ۳ - نومبر اللہ تعالیٰ نے میرے ہاں لڑکی عطا فرمائی ہے۔ احباب درازی عمر اور سعادت دارین کی دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد خورشید از جامن دودھ۔ (۳) شب درمیانی ۵-۶ اکتوبر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے ہاں لڑکی عطا فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے صالحہ نام رکھا ہے۔ احباب درازی عمر اور اسم بامسمیٰ ہونے کے لئے دُعا فرمائیں۔ خاکسار (ڈاکٹر) احمد الدین۔ (۴) ۱۱ - اکتوبر ۱۹۳۱ء عبدالمومن خان کے ہاں لڑکی تولد ہوئی ہے۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ نیک کرے اور لمبی عمر عطا فرماتے۔ خاکسار عبدالرحیم خان قادیان ؛ (۵) میرے ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے فرزند عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اس کا نام جمال محمد رکھا ہے۔ دوست دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے۔ نور محمد از کراچی (۶) میرے بھائی چوہدری محمد حسین صاحب کے ہاں ۲ نومبر ۱۹۳۱ء کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت اقدس نے مولود کا نام "محمد ارشاد" رکھا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ عزیز کو دین و دنیا میں مبارک کرے۔ خاکسار عبداللطیف گجراتی۔ قادیان ؛ (۷) عزیزہ حنیفہ خاتون بنت سید عبدالقیوم صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بچی عنایت فرمائی ہے۔ احباب دُعا کریں۔ کہ خداوند کریم [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ شعبان ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

"آریہ گزٹ" کی ضمانت کے متعلق "زمیندار" کی غلط بیانی

حکومت پنجاب نے حال میں اخبار "آریہ گزٹ" سے اس کے ایک مضمون کی وجہ سے جو اس نے اپنے ۲۸۔ اکتوبر کے پرچہ میں شائع کیا۔ ایک ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی ہے اس خبر کو کسی ہندو خبر رسان ایجنسی نے جن الفاظ میں مرتب کیا۔ اور جنہیں مسلمان اخبارات نے بھی بغیر سوچے سمجھے شائع کر دیا۔ ان میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ "آریہ گزٹ" کے ۲۸ اکتوبر کے پرچہ میں قادیان کے اخبار "الفضل" کے جواب میں ایک آرٹیکل "آئے دن کے قتل اور مسلمانوں کا فرض" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ حکومت نے مضمون مذکور کو قابل اعتراض قرار دیا ہے" اور اس طرح یہ غلط فہمی پیدا کرنے۔ اور یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ گویا "الفضل" میں آریوں کے خلاف کوئی ایسا دل آزار مضمون شائع ہوا تھا جس کے جواب میں "آریہ گزٹ" کو قابل اعتراض اور قابل گرفت مضمون لکھنا پڑا۔ اخبار "زمیندار" نے اس غلط بیانی کو شہرت دینے کی خاص کوشش کرنے کے علاوہ جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے جذبات بغض و عناد کی سیری کے لئے یہاں تک لکھ دیا ہے۔ کہ "قادیان کے خلاف لب کشائی کا انجام آریہ گزٹ اور گیلانی پریس سے ہزار ہزار روپے کی ضمانتیں" گویا اس کے نزدیک "آریہ گزٹ" اور گیلانی پریس سے جہاں "آریہ گزٹ" چھپتا ہے۔ اس لئے ایک ایک ہزار روپے کی ضمانتیں طلب کی گئی ہیں۔ کہ "آریہ گزٹ" نے قادیان کے خلاف لب کشائی کی یعنی ایک مضمون شائع کیا تھا۔

حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ کہ "آریہ گزٹ" نے اپنے قابل گرفت مضمون میں "قادیان کے خلاف لب کشائی" کی اور اس وجہ سے اس سے ضمانت طلب کی گئی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ۱۲ اکتوبر کے "الفضل" میں ایک مضمون "بانی اسلام کی توہین کرنے والوں کے متعلق آریوں کا رویہ" اور "مجرم کو خود سزا دینے کی اسلام میں اجازت نہیں" کے عنوانوں کے ماتحت آریہ اخبارات کے اس مضمون کے جواب میں لکھا گیا جس میں انہوں نے یہ بیان کیا تھا۔ کہ "لاہور کے مسلم اخبارات نے تکلف کو بالائے طاق رکھ کر یہ کہدیا۔ کہ وہ مذہب کے لئے قتل کو جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ اس کی مذمت کے لئے تیار نہیں" اور مسلمان اخبارات سے پوچھا تھا کہ "اگر کل کسی غیر مسلم نے کسی مسلم کو اپنے مذہب کی توہین کے لئے قتل کر دیا۔ تو وہ ان کی نظر میں غازی اور شہید ہوگا۔ یا نہیں۔ اگر ہوگا۔ تو معاملہ صاف ہے۔ اور کسی کو شکایت کی گنجائش نہیں۔ اگر نہیں۔ تو مسلم اور غیر مسلم قاتل میں یہ تمیز کیوں؟"

اس کے جواب میں ہم نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کے متعلق تو لکھا۔ کہ اگرچہ آریہ اخبارات نے اسی مضمون میں یہ لکھا ہے۔ کہ "اگر کوئی کسی جماعت کی دل آزاری یا اس کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا موجب بنتا ہے۔ تو وہ نہ صرف سوسائٹی بلکہ قانون وقت کے نزدیک گنہگار ہے۔ نہ صرف سوسائٹی کو متفق ہو کر اس کے اس فعل کی مذمت کرنی چاہیئے۔ بلکہ حکومت کو بھی اس سے مواخذہ کرنا چاہیئے" لیکن ان کا اپنا طریق عمل یہ ہے۔ کہ آج تک جتنے بھی آریوں نے اسلام اور بانئے اسلام علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے خلاف انتہائی بدزبانی۔ اور درشت کلامی سے کام لے کر مسلمانوں کی دلآزاری کی۔ اور ان کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے خلاف کسی موقعہ پر بھی انہوں نے مذمت کا اظہار نہیں کیا۔ اور اس وقت بھی نہیں کیا۔ جب "قانون وقت" کے رُو سے اس کا جرم ثابت ہوگیا۔ اور اسے قانونی سزا دے دی گئی"

اور دوسری طرف ہم نے "مسلم اخبارات" کے متعلق آریہ اخبارات کے سوال کا یہ جواب دیا۔ کہ "مسلمان اخبارات کا گلہ کرنے سے قبل آریہ اخبارات کو اپنے رویہ پر نظر کرنی چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگوں کی تائید و حمایت کر کے جنہیں وہ بھی سوسائٹی اور قانون وقت کے گنہگار سمجھتے ہیں۔ انہیں کوئی حق نہیں۔ کہ مسلمان اخبارات سے ایسے لوگوں کے قتل کی مذمت کا مطالبہ کریں۔ مگر باوجود اس کے ایسے مسلمان اخبارات ہیں جنہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے اور مجرم کو خود سزا دینے کی حمایت نہیں کی۔ چنانچہ ہم نے خود اس قسم کے قتلوں کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ سمجھ و عقل کے لحاظ سے کوئی اس بات کی حمایت نہیں کر سکتا۔ کہ کسی شخص کو کسی حالت میں بھی قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ اور کسی مجرم کو خود سزا دینے کی کوشش کرنی چاہیئے" اور ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اسلام قطعاً اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ کسی مجرم کو کوئی شخص خود سزا دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ خواہ جرم کتنا ہی رنجیدہ کیوں نہ ہو۔ مجرم کو سزا دینا ہر حالت میں حکومت کا کام ہے۔ اور جو شخص حکومت کے فرض کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ وہ غلطی کرتا ہے"

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ ہم نے جو مضمون لکھا۔ وہ آریہ اخبارات کے جواب میں۔ اور ان کے جواب طلب کرنے پر اس لئے لکھا۔ کہ ایک طرف آریوں کو ان کے اس رویہ کی طرف توجہ دلائی جائے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کرنے والوں کے متعلق انہوں نے اختیار کیا ہوا ہے۔ اور دوسری طرف یہ واضح کیا جائے۔ کہ نہ تو تمام مسلمان اخبارات مذہب کے لئے قتل کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور نہ اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کسی مجرم کو خواہ وہ کتنا بڑا مجرم ہو۔ جس شخص کا جی چاہے۔ سزا دینے کے لئے کھڑا ہو جائے۔ بلکہ ہر جرم کی سزا دینا حکومت کا کام ہے۔ اس طرح ہم نے مسلمانوں اور اسلام کو اس اعتراض سے بری ثابت کیا۔ جو آریہ اخبارات نے کیا تھا۔

اس پر "آریہ گزٹ" نے جو مضمون لکھا۔ اور جو حکومت کے نزدیک قابل اعتراض قرار پایا۔ اس میں نہ تو اس نے "قادیان کے خلاف لب کشائی" کی۔ اور نہ اس کا کوئی موقعہ تھا۔ اس نے جو کچھ لکھا وہ تمام کا تمام مسلمانوں اور اسلام کے خلاف تھا۔ اگر اس مضمون کے اقتباسات پیش کرنے خلاف قانون نہ ہوتے۔ تو ہم ان سے بتلاتے۔ کہ اس مضمون میں ایک لفظ بھی قادیان کے متعلق نہیں۔ بلکہ وہ سارے کا سارا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہے۔ ایسی حالت میں یہ کہنا کتنی بڑی بددیانتی اور دھوکہ دہی ہے۔ کہ "آریہ گزٹ سے حکومت پنجاب نے جو ضمانت طلب کی ہے۔ وہ "قادیان کے خلاف لب کشائی کا انجام" ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ "زمیندار" جماعت احمدیہ کی عداوت اور بغض میں اسلامی غیرت اور حمیت کو بالکل جواب دے بیٹھا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ "آریہ گزٹ" کے ایک ایسے مضمون کو جس میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نہایت ہی قابل اعتراض رویہ اختیار کیا گیا۔ محض اس لئے "قادیان کے خلاف لب کشائی" قرار دے رہا ہے۔ کہ حکومت نے اس مضمون کے متعلق جو کارروائی کی ہے۔ اس پر چوٹ کر سکے۔ حالانکہ اگر اسے اسلام سے کچھ بھی تعلق ہوتا۔ تو اسے حکومت کا شکر گزار ہونا چاہیئے تھا۔ کہ اس نے ایک ایسے مضمون کے متعلق ضروری کارروائی کی۔ جس میں اسلام کو سخت قابل اعتراض رنگ میں پیش کیا گیا تھا۔ اور جو مسلمانوں کو نہایت بھیانک شکل میں ظاہر کرنے والا تھا۔ مگر اس کی بجائے اس نے حکومت کو مورد الزام بنانے کی کوشش کی۔ یہ ہے اس کی

اسلام دوستی اور انصاف پسندی جس کی بناء پر اپنے آپ کو ۸ کروڑ مسلمانان ہند کا واحد نمائندہ قرار دیتا ہے۔

در اصل "زمیندار" نے اپنی زندگی کا مقصد یہ قرار دے رکھا ہے۔ کہ ہر بات میں حکومت کے خلاف جذبات پیدا کرے۔ اور اس کی ہر کارروائی کو بھی خواہ وہ کیسی ہی مفید اور ضروری کیوں نہ ہو۔ بُرے سے بُرے پیرائے میں لوگوں کے سامنے رکھے:۔

مسٹر گابا کی کامیابی اور احراری

سنٹرل پنجاب کے مسلم حلقہ سے اسمبلی کے امیدوار مسٹر گابا کی کامیابی پر احراری بڑا شور و شر مچا رہے ہیں۔ اور ہر وہ شخص جسے اپنی فتنہ انگیزیوں کا مخالف سمجھتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں اپنی فتح مندی کا اعلان کر رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسٹر گابا کی کامیابی کسی لحاظ سے بھی احراریوں کی کامیابی اور ان کے اثر و رسوخ کا نتیجہ نہیں کہلا سکتی۔ احراریوں نے کسی ایک موقعہ پر بھی مسٹر گابا کی حمایت کی یہ وجہ پیش نہیں کی۔ کہ وہ چونکہ احراریوں کے ٹکٹ پر کھڑا ہو رہا ہے۔ اس لئے سنٹرل پنجاب کے مسلم حلقہ کے اسمبلی کے ووٹروں کو اپنا ووٹ اسے دینا چاہیئے۔ بلکہ وہ صرف یہ کہتے رہے ہیں۔ کہ مسٹر گابا چونکہ نومسلم ہے۔ اور اپنے دھرم کو چھوڑ کر اور ہندوؤں سے قطع تعلق کر کے مسلمانوں میں شامل ہوا ہے۔ اس لئے اسے ووٹ دینا چاہیئے چنانچہ خود اخبار "زمیندار" نے اپنے ۱۷۔ نومبر کے پرچہ میں مسٹر گابا کے بالمقابل حاجی رحیم بخش صاحب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "ہر قسم کے افہام و تفہیم کے باوجود وہ اتنی موٹی بات نہ سمجھ سکے۔ کہ مسلم پبلک محض اس بناء پر ان کے حریف مقابل (مسٹر گابا) کی تائید کر رہی ہے۔ کہ اس نے اپنے دھرم اور اپنے تمام اعزا و اقارب سے منقطع ہو کر اسلام کا دامن عاطفت آ پکڑا ہے۔ اس لئے وہ ہمدردی و اعانت کا بہت مستحق ہے"

گویا "زمیندار" کے نزدیک بھی مسٹر گابا کی کامیابی کا سارا دارو مدار ان کے نومسلم ہونے پر ہے۔ نہ کہ اس بات پر کہ احراری ان کی تائید و حمایت میں کھڑے ہوئے۔ اگر احراری مسٹر گابا کو اس لئے کامیاب بنا سکتے۔ کہ وہ ان کے ٹکٹ پر کھڑے ہوئے تو پھر وہ کہہ سکتے تھے۔ کہ ان کے اثر و رسوخ سے کامیاب ہوئے لیکن جب کامیابی کا سارا دارو مدار مسٹر گابا کے نومسلم ہونے پر ہے۔ اور مسلمانوں نے ان کے حق میں محض اس لئے ووٹ دیئے کہ نومسلم نوازی کا ثبوت دیں۔ تو پھر مسٹر گابا کی کامیابی کو اپنی طرف منسوب کرنے کا احراریوں کو قطعاً حق حاصل نہیں ہے۔ اور ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر احراری مسٹر گابا کی حمایت میں کھڑے نہ ہوتے۔ تو مسلمانوں میں نومسلم نوازی کا ایسا جذبہ پایا جاتا ہے کہ وہ یقینی طور پر مسٹر گابا کو بلا مقابلہ منتخب ہونے کا موقعہ دیتے۔ اور یہ بات نہ صرف گابا صاحب کے لئے خاص اعزاز کا موجب ہوتی۔ بلکہ انہیں اس مالی زیر باری سے بھی بچا لیتی۔ جو محض احراریوں کی وجہ سے۔ انہیں برداشت کرنا پڑی ہے:۔

شیخ فضل حق صاحب کی انتخاب میں کامیابی

اخبار "زمیندار" نے مسٹر گابا کی کامیابی پر جہاں بے جا تعلّی سے کام لیا ہے۔ اور اسے احرار کی کامیابی قرار دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ وہاں احمدیت کے خلاف یہ بے ہودہ سرائی بھی کی ہے۔ کہ "مرزائیت کی نحوست رفاقت حاجی صاحب کے سر پر منڈلا رہی تھی۔ اور فی الحقیقت یہی وہ چیز تھی۔ جو حاجی رحیم بخش صاحب کے سفینۂ وقار کو لے ڈوبی"۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حاجی صاحب نے بالکل آخری وقت میں جماعت احمدیہ کی امداد کی ضرورت محسوس کی۔ اور اس وقت محسوس کی۔ جبکہ اپنے حق میں کچھ کام نہ ہو سکنے کی وجہ سے وہ بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ ایسی حالت میں ان کی ناکامی کو "مرزائیت کی نحوست" کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ "زمیندار" نے یہ تو کہہ دیا۔ مگر اس کامیابی کی طرف سے اس نے دیدہ دانستہ آنکھیں بند کر لیں۔ جو شمال مغربی پنجاب مُسلم حلقہ سے شیخ فضل حق صاحب پراچہ کو حاصل ہوئی اور باوجود نہایت ہی کٹھن مقابلہ کے حاصل ہوئی۔ جماعت احمدیہ نے شیخ صاحب موصوف کی خدمات کو مسلمانوں کے لئے مفید سمجھ کر ان کی حمایت کرنے کا ذمہ لیا تھا۔ اور اس کے لئے جدوجہد کی گئی۔ چنانچہ ۱۹ اکتوبر کو خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو یہ اعلان فرمایا۔ اور جو ۲۳ اکتوبر کے "الفضل" میں شائع ہو چکا ہے کہ "تمام مبلغین کو جو اس وقت قادیان میں موجود ہیں۔ ہدایت دیتا ہوں۔ کہ وہ نماز جمعہ کے معاً بعد تاکہ گاڑی چھوٹ نہ جائے۔ میری کوٹھی دار الحمد واقعہ محلہ دار الانوار میں فوراً میرے پاس آئیں۔ کیونکہ بعض ضروری کاموں کے لئے میں نے انہیں باہر بھجوانا ہے۔ یہ کام الیکشن کے متعلق ہے۔ اور انہیں سرگودہ جھنگ اور میانوالی کی طرف جانا ہوگا"۔ یہ اعلان شیخ فضل حق صاحب کے الیکشن کے متعلق ہی تھا۔ خدا تعالےٰ نے اس بارے میں نہایت شاندار کامیابی عطا کی ہے:۔

ایوان حکومت سے ٹکرانے کا دعوےٰ کرنے والے

اخبار "احسان" کی طرح "زمیندار" نے بھی یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ ان ناانصافیوں کے نتیجہ میں جو بعض سرکاری حکام نے روا رکھیں۔ حکومت سے ٹکرانے اور اس کا غیر آئینی مقابلہ کرنے کے منصوبے کر رہی ہے۔ چنانچہ ۱۷۔ نومبر کے پرچہ میں اس نے "قادیانیت اپنے اصلی رنگ میں" اور "حکومت کے ساتھ ٹکر لگانے کے حسن بن صباحی منصوبے" کے عنوانوں سے جو مضمون شائع کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے:۔

"اب تحریکِ قادیانیت محض مذہبی تحریک نہیں رہی۔ اور اس کی سیاسی نوعیت بہت جلد ایسی شکل اختیار کرنے والی ہے جو حکومت کے اقتدار کے لئے خطرناک ہو" اور آخر میں یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ "حکومت کو لازم ہے۔ کہ وہ قادیانیت کے متعلق اپنی روش پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرے"۔

ہم اپنے ایک گزشتہ پرچہ میں وضاحت کے ساتھ بتا چکے ہیں کہ حکومتِ وقت کی اطاعت ہم اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ خواہ حالات کیسے ہی تکلیف دہ اور رنج افزا کیوں نہ پیدا ہو جائیں ہم اس فرض کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اور اپنی تمام جدوجہد کو اس کے ماتحت رکھیں گے لیکن حیرت ہے۔ کہ حکومت کو جماعت احمدیہ کے متعلق سنجیدگی سے غور کرنے کا مشورہ دینے اور حسن بن صباحی "منصوبوں سے ڈرانے کا فرض وہ لوگ ادا کر رہے ہیں۔ جن کی ساری زندگی حکومت کی اندھا دھند اور بے جا مخالفت کرنے میں گزری ہے۔ اور جو آج بھی اس بات کے منتظر ہیں۔ کہ موقعہ ملے۔ تو حکومت کو الٹ دیں۔ چنانچہ "زمیندار" نے اپنے اسی پرچہ میں لکھا ہے:۔ "مجلس احرار اسلام کی سچی اور بے لوث خدمت گزار ہے۔ جو ضرورت پڑے۔ تو ایوانِ حکومت سے ٹکرا جانے۔ اور دار و رسن تک کو بوسہ دینے کے لئے تیار رہتی ہے"۔

حکومت کو ایسے لوگوں کی شرارتوں اور منصوبہ بازیوں کا قلع قمع کرنے کی ضرورت ہے:۔

ایک آریہ پرچارک کا ریاست جموں سے اخراج

گورنر جموں نے حال میں ایک آریہ پرچارک پنڈت ستیہ دیو کو جس نے تھوڑا ہی عرصہ ہوا مسلمانوں کے خلاف نہایت دل آزار تقریریں کی تھیں اس لئے صوبہ جموں سے نکل جانے کا حکم دیا ہے۔ کہ پرچارک مذکور کی سرگرمیاں صوبہ کے امن کے لئے خطرناک ہیں۔ یہ اس بات کا تازہ ثبوت ہے۔ کہ آریہ پرچارک اپنی تقریروں میں قطعاً احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ اور دیگر مذاہب خصوصاً اسلام کے خلاف نہایت دل آزار طریق عمل اختیار کئے ہوئے ہیں:۔

پچھلے دنوں ریاست حیدر آباد نے ایک آریہ پرچارک کی خلاف امن تقریروں کی بناء پر جب مقدمہ چلایا۔ اور آخر اس پرچارک کا ریاست میں داخلہ بند کر دیا گیا۔ تو آریوں نے اس کے خلاف سخت شور مچایا۔ اور [illegible]

احمدیت کے متعلق مضمون

اتحاد بین الاقوام کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودہ اصول

ملک کی افسوسناک حالت

آج کل ہندوستان ایک ایسے دور میں سے گذر رہا ہے۔ جو نہایت ہی نازک ہے۔ ہر قوم دوسری قوم کی مخالف اور ہر مذہب کا پیرو دوسرے مذہب کے پیرو کا دشمن ہے۔ آپس میں محبت مواخات اور رواداری جس کی قیام امن کے لئے سخت ضرورت ہے۔ ناپید ہوتی جا رہی ہے۔ سیاسی اختلافات سے قطع نظر کرتے ہوئے مذہبی اختلافات کا دائرہ بھی نہایت وسیع ہے۔ گو مذہبی اختلاف ہمیشہ رہا۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ لیکن جب ایک دوسرے پر دل آزار حملے کئے جائیں۔ توہین آمیز کلمات استعمال کئے جائیں۔ اور گندی گالیاں دی جائیں۔ تو اس وقت آپس کا تنافر بہت بڑھ جاتا۔ اور ملک کی فضا سخت مکدر ہو جاتی ہے۔

حقیقی صلح کا ذریعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے دنیا میں جو عظیم الشان کار ہائے نمایاں سر انجام دیئے۔ ان میں سے ایک مہتم بالشان کارنامہ یہ ہے۔ کہ آپ نے اتحاد بین الاقوام کے لئے بہترین تدابیر دنیا کے سامنے پیش کیں۔ اور بتایا۔ کہ باہمی سر پھٹول اور ردو کد کا کیا علاج ہے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ ان اصول پر عمل پیرا ہوئے بغیر کبھی حقیقی صلح قائم نہیں ہو سکتی جذباتی ہیجان کے نتیجہ میں عارضی صلح ہو سکتی ہے۔ مگر دیرپا اور مؤثر صلح کا بجز اس کے کوئی ذریعہ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ ہدایات کو ملحوظ رکھا جائے۔

حکومتِ وقت کی اطاعت کا حکم

امن کے قیام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے پہلا اصل یہ رکھا ہے۔ کہ حکومت وقت کی فرمانبرداری کی جائے۔ اور ہر ایسی کارروائی سے اجتناب کیا جائے۔ جو ملک کے امن کو برباد کرنے والی ہو۔ اور چونکہ ہندوستان حکومت برطانیہ کے زیر سایہ ہے۔ اس لئے آپ نے خصوصیت سے حکومت انگریزی کی اطاعت کی تلقین کی۔ اور اپنی جماعت کا یہ فرض قرار دیا۔ کہ خلوص دل سے حکومت کی اطاعت پر کمربستہ رہے۔ یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی متعدد کتب و اشتہارات میں کھول کر بیان فرمائی ہے۔ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں ”سولہ برس سے میں اپنی جماعت کو یہی سمجھا رہا ہوں۔ کہ گورنمنٹ انگریزی کے سچے خیر خواہ بنے رہو۔ اور دل سے اس کا شکر کرو کیونکہ اس گورنمنٹ کی برکت اور توجہ سے ہماری تمام تکلیفیں دور ہوئیں۔ ہم مظلوم تھے۔ ہمارے لئے عدالت کے دروازے کھلے ہم قید میں تھے۔ ہمارے لئے آزادی حاصل ہوئی۔ اور ہمارے حقوق زائل کئے گئے تھے۔ اور پھر وہ قائم کئے گئے۔ کیا کوئی شریف انسان ایسی بدذاتی کرے گا۔ کہ اپنے محسن سے دل میں کینہ رکھے۔ اور نیکی کی جگہ بدی کرنے کے لئے تاکتا رہے۔ ہرگز نہیں جو شخص ہم میں سے اور ہماری جماعت میں سے ہے۔ چاہیئے۔ کہ وہ اس نصیحت کو ہماری خونی نصیحت سمجھے۔ اور ہمیشہ مرتے دم تک اسی پر کاربند رہے۔ اور جو شخص اس اصول کو اپنا دستور العمل نہ بنائے۔ وہ ایک ناپاک طبع اور ہم میں سے خارج ہے۔ اور ہم میں سے وہی ہے اور وہی ہوگا جو اس نصیحت کا پابند رہے۔“ (تبلیغ رسالت جلد چہارم صفحہ ۳)

اسی طرح فرماتے ہیں۔ ”میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں۔ اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں۔ کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں۔ اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں۔ جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔ اور اس ارادہ اور قصد کی اول وجہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بصیرت بخشی۔ اور اپنے پاس سے مجھے ہدایت فرمائی کہ تا میں ان وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دل میں مخفی تھے۔ جن کی وجہ سے وہ نہایت بے وقوفی سے اپنی گورنمنٹ محسنہ کے ساتھ ایسے طور سے صاف دل اور سچے خیر خواہ نہیں ہو سکتے تھے۔ جو صاف دلی اور خیر خواہی کی شرط ہے۔ بلکہ بعض جاہل ملاؤں کے ورغلانے کی وجہ سے شرائط اطاعت اور وفاداری کا پورا جوش نہیں رکھتے تھے۔ سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے۔ بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے۔ کہ ان کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت ان کی محسن ہے سچی اطاعت اختیار کرنی چاہیئے۔ اور وفاداری کے ساتھ اس کی شکر گزاری کرنی چاہیئے ورنہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے“ (تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۱۰)

پھر اپنے پیرووں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ ان کا فرض ہے کہ ”گورنمنٹ برطانیہ جس کے زیر سایہ ان کے مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں۔ بصدق دل سے اس کے وفادار تابعدار رہیں۔“ اور اگر ثابت ہو۔ کہ کوئی شخص گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں“۔ تو ”تم پر لازم ہوگا۔ کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو۔ اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے۔“ (تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۳۱ و ۳۲)

ملک میں قیام امن کے لئے حکومتِ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم ایسا زریں اصل ہے۔ کہ اگر اس پر عمل کیا جائے۔ تو نہ حکومت کو وہ مشکلات پیش آئیں جن کی بنا پر اسے ہنگامی قوانین نافذ کرنے پڑتے ہیں۔ اور نہ ملک کا روپیہ برباد اور اس کے نوجوانوں کی ذہنی قوتیں بلکہ قیمتی زندگیاں ضائع ہوں۔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم کے ماتحت اس تعلیم پر ہمیشہ سے کاربند ہے۔

مذہبی پیشواؤں کا احترام

دوسرا اصل امن کے قیام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیش فرمایا ہے۔ کہ دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے دامن تہذیب کو اپنے ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔ اور نہ کسی قوم کے مسلمہ مذہبی پیشواؤں کے متعلق بدزبانی اور دشنام دہی کی جائے۔ آج زیادہ تر مناقشات اسی لئے ہیں۔ کہ لوگ اپنی زبان کو قابو میں رکھنا نہیں جانتے۔ بلا سوچے سمجھے ایسے ہتک آمیز کلمات استعمال کرتے ہیں۔ جو دوسری اقوام کے دلوں کو مجروح کر دیتے ہیں۔ اگر مذہبی پیشواؤں کا احترام کیا جائے۔ ان کے متعلق حقارت آمیز کلمات استعمال کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ بلکہ دوسری قوم کے مذہبی پیشواؤں کو قابلِ تعظیم سمجھا جائے۔ تو آپس کے جھگڑے بہت حد تک طے ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ میں یہ اصل لکھا۔ اور فرمایا:۔

”بخدمت جملہ صاحبان یہ بھی عرض ہے۔ کہ یہ کتاب کمال تہذیب اور رعائت آداب سے تصنیف کی گئی ہے۔ اور اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں۔ کہ جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقہ کی کسرِ شان لازم آئے۔ اور خود ہم ایسے الفاظ کو صراحتاً یا کنایۃً اختیار کرنا خبث عظیم سمجھتے ہیں۔ اور مرتکب ایسے امر کو پرلے درجہ کا شریر النفس خیال کرتے ہیں۔ سو اسی طرح ہر یک اپنے شریف مخاطب کو اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ ان کی کوششیں بھی اس بارے میں مصروف رہنی چاہئیں۔ کہ تمام تحریر ان کی بشرطیکہ کچھ تحریر کریں۔ جیسا کہ مہذب اشخاص کے لائق ہے۔ سراسر تہذیب پر مبنی ہو۔ اور اوباشانہ کلام اور ہجو اور ہتک مقدسین اور رسولوں اور نبیوں سے بکلی پاک ہو۔ یہ منصب تالیفات مذہبی کا بڑا نازک منصب ہے۔ اور اس میں عنان حکومت صرف ایک ہی شخص کے ہاتھ میں نہیں ہوتی بلکہ ہر یک حسن اور قبح میں فرق کرنے والے اور منصف اور متعصب اور حق گو کو پہچاننے والے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ایسے شریف لوگ ہر یک قوم میں کم و بیش موجود ہوتے ہیں۔ جو مفسدانہ اور غیر مہذب تقریروں کو بالطبع پسند نہیں کرتے

اور مختلف فرقوں کے بزرگ ہادیوں کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پرلے درجہ کی خباثت اور شرارت سمجھتے ہیں۔ اور فی الواقع سچ بھی ہے۔ کہ جن مقدسوں کو خدا نے اپنی خاص مصلحت اور خاص ارادہ سے مقتدا اور پیشوا قوموں کا بنایا اور جن روشن جوہروں کو اس نے دنیا پر چمکا کر ایک عالم کو ان کے ہاتھ سے نور خدا پرستی اور توحید کا بخشا۔ جن کی پرزور تعلیمات سے شرک اور مخلوق پرستی جو ام الخبائث ہے اکثر حصوں زمین سے معدوم ہوگئی اور درخت ذکر وحدانیت الٰہی کا جو سوکھ گیا تھا پھر سرسبز اور شاداب اور خوشحال ہوگیا۔ اور عمارت خدا پرستی کی جو گر پڑی تھی پھر اپنے مضبوط چٹان پر بنائی گئی۔ جن مقبولوں کو خدا نے اپنے خاص سایۂ عاطفت میں لے کر ایسے عجائب طور پر تائید کی کہ وہ کروڑوں مخالفوں سے نہ ڈرے۔ اور نہ تھکے اور نہ گھٹے۔ اور نہ ان کی کارروائیوں میں کچھ تنزل ہوا۔ اور نہ ان پر کچھ بلا آئی۔ جب تک کہ انہوں نے راستی کو ہر یک موذی سے امن میں رہ کر زمین پر قائم نہ کرلیا۔ ایسے مقبولان الٰہی کی نسبت زبان درازی کرنا نہایت اعلیٰ درجہ کی ناپاکی اور نااہلی اور ہٹ دھرمی ہے۔

(براہین احمدیہ جلد ۲ صد ۱۰۱ و صد ۱۰۲)

یہ اصل بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا قیام امن کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور اس کی عدم نگہداشت بھی بہت سے فسادات اور باہمی بدمزگی کا باعث بن جایا کرتی ہے۔

جھگڑوں کے انسداد کیلئے ایک قانون کی ضرورت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اصل کو پیش کرنے کے بعد یہ کوشش کی۔ کہ گورنمنٹ اپنے قوانین میں یہ بات داخل کرے کہ ہر فریق مذہبی مباحث کے وقت تہذیب و شائستگی کا خیال رکھا کرے۔ اور اگر اعتراض بھی کیا جائے تو صرف ان کتب کے رو سے کیا جائے جو دوسرے فریق کی مسلمہ ہوں نہ کہ قصوں اور کہانیوں کی بناء پر اسے مورد اعتراضات قرار دیا جائے۔ اسی طرح وہ اعتراض بھی نہ کیا جائے جو خود اپنے مسلمات پر وارد ہوتا ہو۔ آپ نے یہ بھی لکھا کہ اگر گورنمنٹ اپنے مصالح کے ماتحت اسے منظور نہ کرے۔ تو یہ قانون نافذ ہونا چاہیئے۔ کہ ہر فریق صرف اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ دوسرے فریق پر حملہ کرنا اور اس مذہب کے عیوب بیان کرنا بکلی چھوڑ دے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"میرے نزدیک ایسی فتنہ انگیز تحریروں کو روکنے کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ گورنمنٹ عالیہ یا تو یہ تدبیر کرے کہ ہر ایک فریق مخالف کو ہدایت فرما دے۔ کہ وہ اپنے حملہ کے وقت تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جاوے۔ اور صرف ان کتابوں کی بناء پر اعتراض کرے جو فریق مقابل کی مسلم اور مقبول ہوں۔ اور اعتراض بھی وہ کرے جو اپنی مسلم کتابوں پر وارد نہ ہو سکے۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ یہ نہیں کر سکتی۔ تو یہ تدبیر عمل میں لاوے۔ کہ یہ قانون صادر فرمائے کہ ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے اور دوسرے فریق پر ہرگز حملہ نہ کرے۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایسا ہو اور میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ قوموں میں صلح کاری پھیلانے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں۔ کہ کچھ عرصہ کے لئے مخالفانہ حملے روک دئے جائیں۔ ہر ایک شخص صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسرے کا ذکر زبان پر نہ لاوے۔ اگر گورنمنٹ عالیہ میری اس درخواست کو منظور کرے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ چند سال میں تمام قوموں کے کینے دور ہو جائیں گے اور بجائے بغض محبت پیدا ہو جائیگی ورنہ کسی دوسرے قانون سے اگرچہ مجرموں سے تمام جیلخانے بھر جائیں۔ مگر اس قانون کا ان کی اخلاقی حالت پر نہایت ہی کم اثر پڑے گا۔" (تبلیغ رسالت جلد ہفتم صد ۱۶)

پادری صاحبان کو نصیحت

پھر ناحق کوشی سے ایسے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ جو خود اپنے مذہب پر بھی وارد ہوتے ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ حق طلبی کا مادہ مفقود ہو رہا ہے۔ اور محض یہ مقصد باقی رہ گیا ہے۔ کہ جس طرح بھی ہو مد مقابل کو گرایا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پادریوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"وہ اسلام کے مقابل پر ان بیہودہ روایات اور بے اصل حکایات سے مجتنب رہیں۔ جو ہماری مسلم اور مقبول کتابوں میں موجود نہیں۔ اور ہمارے عقیدہ میں داخل نہیں اور نیز قرآن کے معنی اپنی طرف سے نہ گھڑ لیا کریں۔ بلکہ وہی معنی کریں جو تواتر آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوں۔ اور پادری صاحبان اگرچہ انجیل کے معنے کرنے کے وقت ہر ایک بے قیدی کے مجاز ہوں۔ مگر ہم مجاز نہیں ہیں۔ اور انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے مذہب میں تفسیر بالرائے معصیت عظیمہ ہے۔ قرآن کی کسی آیت کے معنے اگر کریں تو اس طور سے کرنے چاہیئے کہ دوسری قرآنی آیتیں ان معنوں کی مؤید اور مفسر ہوں اختلاف اور تناقض پیدا نہ ہو۔ کیونکہ قرآن کی بعض آیتیں بعض کے لئے بطور تفسیر کے ہیں۔ اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی انہی معنوں کی مفسر ہو۔ کیونکہ جس پاک اور کامل نبی پر قرآن نازل ہوا۔ وہ سب سے بہتر قرآن شریف کے معنی جانتا ہے غرض اتم اور اکمل طریق معنی کرنے کا تو یہ ہے۔ لیکن اگر کسی آیت کے بارے میں حدیث صحیحہ مرفوع متصل نہ مل سکے تو ادنیٰ درجہ کا استدلال یہ ہے کہ قرآن کی ایک آیت کے معنے دوسری آیات بینات سے کئے جائیں۔ لیکن ہرگز یہ درست نہیں ہوگا۔ کہ بغیر ان دونوں قسم کے التزام کے اپنے ہی خیال اور رائے سے معنے کریں۔ کاش اگر پادری عمادالدین وغیرہ اس طریق کا التزام کرتے تو نہ آپ ہلاک ہوتے۔ اور نہ دوسروں کی ہلاکت کا موجب ٹھہرتے۔"

دوسری نصیحت اگر پادری صاحبان سنیں تو یہ ہے کہ وہ ایسے اعتراض سے پرہیز کریں۔ جو خود ان کی کتب مقدسہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک بڑا اعتراض جس سے بڑھ کر شاید ان کی نظر میں اور کوئی اعتراض ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہیں ہے وہ لڑائیاں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باذن اللہ ان کفار سے کرنی پڑیں۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں تیرہ برس تک انواع اقسام کے ظلم کئے اور ہر ایک طریق سے ستایا اور دکھ دیا اور پھر قتل کا ارادہ کیا۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ اپنے اصحاب کے مکہ چھوڑنا پڑا۔ اور پھر بھی باز نہ آئے اور تعاقب کیا اور ہر ایک بے ادبی اور تکذیب کا حصہ لیا۔ اور جو مکہ میں ضعفاء مسلمانوں میں سے رہ گئے تھے ان کو غایت درجہ دکھ دینا شروع کیا۔ لہذا وہ لوگ خداتعالیٰ کی نظر میں اپنے ظالمانہ کاموں کی وجہ سے اس لائق ٹھہر گئے۔ کہ ان پر موافق سنت قدیمہ الٰہیہ کے کوئی عذاب نازل ہو۔ اور اس عذاب کی وہ قومیں بھی سزاوار تھیں جنہوں نے مکہ والوں کی مدد دی۔ اور نیز وہ قومیں بھی جنہوں نے اپنے طور ایذا اور تکذیب کو انتہا تک پہونچایا۔ اور اپنی طاقتوں سے اسلام کی اشاعت سے مانع آئے۔ سو جنہوں نے اسلام پر تلواریں اٹھائیں وہ اپنی شوخیوں کی وجہ سے تلواروں سے ہی ہلاک کئے گئے۔ اب اس صورت کی لڑائیوں پر اعتراض کرنا اور حضرت موسیٰ اور دوسرے اسرائیلی نبیوں کی ان لڑائیوں کو بھلا دینا جن میں لاکھوں شیرخوار بچے قتل کئے گئے۔ کیا یہ دیانت کا طریق ہے یا ناحق کی شرارت اور خیانت اور فساد انگیزی ہے؟"

(تبلیغ رسالت جلد چہارم حاشیہ صد ۸ تا صد ۱۳)

قابل عمل اصول

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ یہ اصول کہ ہر مذہب کا پیرو اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ نیز گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت سے سرمو انحراف نہ کیا جائے۔ ایسے ہیں۔ کہ ان پر عمل کرنے سے دنیا امن و آسائش کا گہوارہ بن سکتی ہے اور وہ تمام دشمنیاں۔ عداوتیں اور رنجشیں ناپید ہو سکتی ہے۔ جنہوں نے نہ صرف قلوب کو متغص کر رکھا ہے۔ بلکہ فضائے

تمدنِ اسلام

خدمتِ علوم کے لئے مسلمانوں کی جہاں پیمائی

اسلام کی علم پروری

اسلام کی دیگر بے شمار خصوصیتوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اسلام علمی مذہب ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی ہیں۔ جنہوں نے تحصیل علم کو جزو مذہب بنا کر مسلمانوں کو علمی خدمت کی طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ نیز فرمایا۔ اطلب العلم ولو کان بالصین۔ اسی طرح قرآن کریم ہی وہ الہامی صحیفہ ہے۔ جس نے سیروا فی الارض کا حکم اپنے متبعین کو دیا۔ اس میں جو نہایت اہم اغراض پنہاں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ مسلمان کائنات عالم کی سیر و سیاحت کر کے علوم کا اکتساب کریں۔ اور اللہ تعالےٰ کی پیدا کردہ اشیاء کے خواص اور قدرت کی نیرنگیوں کے اسرار پر اطلاع پا کر دنیا کے لئے ان سے استفادہ کرنے کے مواقع بہم پہنچائیں:

علمی شاہراہ کے بانی

یہ کوئی خوش فہمی نہیں۔ لاف و گزاف نہیں۔ خودستائی نہیں بلکہ امر واقع ہے۔ حقیقت ہے۔ ناقابل تردید حقیقت۔ کہ دنیا فی زمانہ جو علمی ترقی کر رہی ہے۔ اس کی طرف سب سے پہلے مسلمانوں نے ہی رُخ کیا۔ اور ایک ایسی شاہراہ قائم کر دی۔ کہ دیگر قوموں کے لئے اس پر چلکر علمی ترقیات بالکل آسان ہو گئیں۔ وہ مسلمان ہی تھے۔ جنہوں نے بڑی بڑی مشکلات اور صعوبات اٹھا کر دنیا کو یہ بتایا۔ کہ علوم و فنون کے لاتعداد شعبے ہیں۔ اور فی زمانہ طبعی و غیر طبعی علوم کی جسقدر شاخیں معلوم ہو چکی ہیں۔ ان کی طرف دنیا کو متوجہ کرنے والے مسلمان ہی ہیں:

تحصیل علم کے لئے سفر کی صعوبات

مسلمانوں کی علمی خدمات کے موضوع پر اس سے قبل "الفضل" میں کئی مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں علی رؤس الاشہاد یہ بتایا جا چکا ہے۔ کہ مسلمانوں نے علمی دنیا پر کس قدر گراں بہا احسانات کئے۔ مضمون ہذا میں ہم بعض نئی باتیں اسی سلسلہ میں پیش کرتے ہیں۔ اور بعض ان بزرگوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جنہوں نے اس زمانہ میں جبکہ سفر نہایت ہی جاں گسل اور دوح فرسا امر تھا۔ جب اس کے لئے وہ آسانیاں اور سہولتیں تو کجا جو فی زمانہ حاصل ہیں۔ ان کا ہزارواں حصہ بھی میسر نہ تھا۔ محض تحصیل علم کے لئے دور دراز ممالک کے سفر کئے۔ اور ایسی حالت میں کئے۔ کہ ان کے اخراجات اور خورد و نوش تک کا کوئی معقول انتظام نہ تھا۔ کوئی قوم اور کوئی سوسائٹی ان کی پشت پر نہ تھی۔ اور کوئی یونیورسٹی ان کے وظائف کا بندوبست کرنے والی نہ تھی۔ اور پھر کوئی ایسے ادارات دنیا میں قائم نہ تھے۔ کہ انہیں اس قدر صعوبات اٹھانے اور جان جوکھوں کے بعد بڑے بڑے مشاہرات اور معاوضات حاصل ہونے کی امید ہو سکتی۔ اس لئے بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان کی تمام کاوشیں اور بادیہ پیمائیاں صرف اور صرف تحصیل علم کی غرض سے تھیں۔ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے کی نیت سے تھیں۔ اور یہی جذبہ اور شوق تھا۔ جو انہیں ہر قسم کی مشکلات کو خاطر میں لانے دیتا تھا:

علم نباتات کے محققین

ابن بیطار نے جو ملاکا کا باشندہ تھا چھٹی صدی ہجری میں علم نباتات کی خاطر بڑے بڑے دشوار گزار سفر اختیار کئے۔ ابتدائی عمر میں انہوں نے اپنے وطن میں تعلیم حاصل کی۔ لیکن چونکہ نباتات کے متعلق اپنے علم کو تکمیل کر کے دنیا کو اس سے مستفید کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے ۲۰ سال کی عمر میں انہوں نے اپنے وطن سے بالکل بے سر و سامانی کی حالت میں نکل کر شمالی افریقہ کا تمام علاقہ۔ مراکو۔ الجیریا۔ ٹیونس شام ایشیائے کوچک اور مصر کا چپہ چپہ چھان مارا۔ اور بڑی جانکاہ کوششوں سے نباتات کے متعلق پوری پوری تحقیقات کی۔ جڑی بوٹیوں کے خواص اور ان کے اثرات کا تجربہ کیا۔ اور پھر دنیا کو اپنے معلومات سے مستفید کرنے کے لئے ایک کتاب الجامع فی الادویات المفردات والاغذاء تصنیف کی۔ جو شائع شدہ ہے۔ اور اس فن کے محققین کے لئے رہبر اور راہنما کا کام دیتی ہے۔ اسی طرح المقریزی نے اپنی تحقیقات کو مصری پیداواروں کے متعلق مکمل کیا۔ اور مصر کے چپہ چپہ کی پیداوار کے متعلق تفصیلی علم حاصل کر کے ایک کتاب الخطط والآثار لکھی۔ جو بہت مقبول ہے:

علم جغرافیہ کے محسن

ایک اور بزرگ ابن خرداذبہ تیسری صدی میں ملک فارس میں پیدا ہوئے ہیں۔ جو طالب العلمانہ سفر کرنے والوں میں بہت ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ انہیں بچپن سے ہی علم جغرافیہ سے بہت شغف تھا۔ اس کی تکمیل کے لئے انہوں نے دور دراز ممالک کا سفر اختیار کیا۔ اور ۲۳۲ھ میں ایک کتاب المسالک والممالک لکھی۔ جو علم جغرافیہ میں ایک مستند تصنیف سمجھی جاتی ہے۔ اور جس سے بعد میں آنے والے جغرافیہ سے دلچسپی رکھنے والوں نے بہت فائدہ اٹھایا۔

ملک عرب کے رہنے والے ایک اور بزرگ ابن حوقل تھے انہیں بھی علم جغرافیہ سے خاص دلبستگی تھی۔ چنانچہ اس کے حصول کے لئے وہ ۳۳۱ھ میں بغداد سے نکلے۔ اور تمام مشرقی و مغربی ممالک کی سیر و سیاحت کرنے کے بعد ۳۶۶ھ میں ایک کتاب تصنیف کی۔ مختلف ممالک کے نقشہ جات مرتب کئے۔ اس علم میں ان کی تحقیقاتیں اس قدر مقبول ہیں۔ کہ آج بھی ان کا نام دنیائے جغرافیہ میں عزت کے ساتھ زندہ ہے۔ انہوں نے اپنی اس تصنیف میں لکھا ہے۔ کہ سنہ ۳۴۰ھ کے قریب اثنائے سفر میں ان کی ملاقات ایک عالم الاصطخری نام سے ہوئی۔ جو علم جغرافیہ میں خاص درک رکھتا تھا۔ اور اسی جنون میں دشت و جبل کو چھانتا پھر رہا تھا۔ ان کی ایک یادگار کتاب الاقالیم آج بھی دنیا میں موجود اور ان کی جغرافیہ دانی کا ثبوت دے رہی ہے:

ابن بطوطہ

مسلمان سیاحوں میں ابن بطوطہ کا درجہ بہت بلند ہے۔ یہ شخص مراکش کا رہنے والا تھا۔ ۷۲۵ھ میں جبکہ اس کی عمر صرف ۲۲ سال کی تھی۔ اپنے وطن سے نکلا۔ اور شمالی افریقہ کے تمام علاقہ سے گزرتا ہوا مصر میں داخل ہوا۔ یہاں سے شام فلسطین کی سیاحت کرتا ہوا مکہ پہنچا۔ وہاں سے عراق کی سیر کی۔ اور اس کے بعد جنوبی عربستان۔ مشرقی افریقہ کے ممالک دیکھتا رہا۔ آخر مصر سے ایشیائے کوچک پہنچ کر کریمیا کے علاقہ سے گزرتا ہوا۔ قسطنطنیہ جا پہنچا۔ وہاں خوارزم۔ بخارا۔ اور افغانستان کے رستہ سے ہوتا ہوا۔ ہزارہا میل کا دشوار گزار سفر کر کے سرزمین ہند میں وارد ہوا۔ اس زمانہ میں یہاں محمد تغلق کی حکومت تھی۔ اس نے ابن بطوطہ کو قضاء کا عہدہ پیش کیا۔ مگر چونکہ اسے سیاحت کی دھن تھی۔ اس نے قبول نہ کیا۔ اور بنگال سرندیپ اور سماٹرا کے علاقوں سے ہوتا ہوا چین جا پہنچا۔ چین سے ۷۴۸ھ میں عرب آیا۔ اور تیسری بار حج کا شرف حاصل کر کے فارس شام عراق سے ہوتا ہوا مصر پہنچا۔ وہاں سے شمالی افریقہ کے رستہ فارس گیا۔ ۷۵۰ھ میں غرناطہ کی سیر کی۔ اور مختلف دیار و امصار کو دیکھتا ہوا ۷۵۴ھ میں مراکو میں اس نے اپنی سیاحت ختم کی۔ اس جگہ اس نے اپنی شہرہ آفاق کتاب تحفۃ النظار فی غرائب الامصار وعجائب الاسفار تصنیف کی۔ اور ۷۷۹ھ میں مراکو میں ہی انتقال کیا۔

ابن بطوطہ کی علمی خدمات

ابن بطوطہ کے سفرنامہ کو علمی دنیا میں جو درجہ حاصل ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر یہ مسلمان جہاں پیما اس قدر اولوالعزمی اور محنت و مشقت سے کام نہ لیتا۔ تو آج اس زمانہ کے مختلف ممالک کے جغرافیائی۔ تاریخی۔ تمدنی اور مذہبی حالات سے کوئی واقف نہ ہوتا۔ یہ اسی مسلم سیاح کی علم پسندی کا صدقہ ہے۔ کہ دنیا کئی صدیاں پیشتر کے حالات کو ایسی صفائی کے ساتھ مطالعہ کر سکتی ہے۔ کہ گویا وہ کل کی باتیں ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مسلمان سیاح ایسے گذرے ہیں

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تبلیغ احمدیت

ضلع کٹک میں تبلیغی دورہ

قریشی محمد حنیف صاحب قمر کندراپاڑا سے لکھتے ہیں۔ کہ میں نے گذشتہ اڑھائی ماہ مسلسل تبلیغی دورہ کیا۔ انفرادی گفتگو کے علاوہ ۵ تقریریں اور ۵ مباحثات کئے۔ بہت سے تبلیغی ٹریکٹ تقسیم گئے اور سلسلہ کا لٹریچر فروخت بھی کیا۔

مالابار میں تبلیغ

مولوی عبداللہ صاحب مالاباری کالی کٹ سے لکھتے ہیں کہ احمدیہ لائبریری میں روزانہ ۴ سے ۹ بجے تک انفرادی تبلیغ کی جاتی ہے۔ تھیوسافیکل سوسائٹی نے میرا ایک لیکچر کانانور میں کرایا۔ برہمو سماج کی دعوت پر میں نے دو لیکچر کالی کٹ میں دئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب کا اچھا اثر ہوا۔ ماہ اکتوبر میں ہر ہفتہ میری تقریریں مختلف مقامات پر ہوتی رہیں۔ پینگاڑی میں ۱۲ اشخاص داخل سلسلہ ہوئے۔

غلی پور چک ۱۶ میں جلسے

محمد الدین صاحب سکرٹری لکھتے ہیں۔ کہ ۷۔۸ اکتوبر یہاں جلسہ کیا گیا۔ مولوی محمد نذیر صاحب ملتانی قادیان سے اور مولوی ظہور حسین صاحب بخارائی بعض احباب جماعت کے ساتھ لاہور سے آئے۔ غیر احمدی مولوی بھی آتے ہوئے تھے۔ انہوں نے مناظرہ کا چیلنج دیا۔ جو منظور کر لیا گیا۔ اور مولوی ظہور حسین صاحب نے مولوی سید احمد کے ساتھ صداقت مسیح موعود پر کامیاب مناظرہ کیا۔ اور اپنے دعویٰ کو اس خوبی سے ثابت کیا۔ کہ مخالف دنگ رہ گئے۔ غیر احمدی مناظر قبل از وقت ہی جلسہ گاہ سے چلا گیا۔ اور دوسرے موضوع پر مناظرہ کے لئے دوبارہ نہ آیا۔ اگلے روز غیر احمدیوں نے ایک اور مولوی پیش کیا۔ مگر وہ بے چارہ بھی فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا۔ تبلیغی تقریریں بھی کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا اثر ہوا۔

ضلع منٹگمری میں لیکچر اور مناظرے

محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ۴ اکتوبر شیخ عبدالقادر صاحب یہاں آئے اور احمدیوں کے فرائض ایک تقریر میں بیان کئے۔ ۷ اکتوبر چک ۱۳۱ اور چک ۱۴۵ میں تقریریں کیں ایک غیر احمدی مولوی کے اعتراضات کے جواب بھی دئے گئے اور ۱۹ اور ۲۰ کو چک ۲۹ میں ایک عیسائی پادری سے کامیاب مناظرے کئے۔ لوگوں پر احمدیت کی معقولیت کا بہت اچھا اثر ہوا۔

آڑھا ضلع گیا میں مناظرہ

ملک عبدالعزیز صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۲۰-۲۱ اکتوبر یہاں غیر احمدیوں سے چار مناظرے ہوئے۔ جو مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے کئے۔ موضوع اجرائے نبوت صداقت حضرت مسیح موعود۔ وفات مسیح اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں تھے۔ غیر احمدی مناظر نے غلط حوالہ جات سے پبلک کو دھوکہ دینے کی بہت کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہوئے اپنی ذلت اور رسوائی کو چھپانے کے لئے غیر احمدیوں نے شور مچایا اور تالیاں بجائیں۔ اور بمصداق کھسیانی بلی کھمبا نوچے احمدیوں کو بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا گیا۔ حتیٰ کہ ہندوؤں کو بھی روکا گیا۔ کہ ہمارے ہاتھ کوئی چیز نہ بیچیں۔ مولوی صاحب کو سواری بھی نہ مل سکی۔ اور آخر کار ۱۹ میل سے ان کے لئے کار منگوائی گئی۔

سنور میں جلسہ

حکیم حفیظ الرحمن صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ۲۶-۲۷ اکتوبر جلسہ کیا گیا۔ مولوی محمد نذیر صاحب ملتانی۔ مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ اور مولوی محمد شریف صاحب نے مختلف موضوعات پر مفید اور دلچسپ تقریریں کیں۔ نواحی علاقہ سے بھی احمدی دوست شریک جلسہ ہوئے۔ مستورات کے لئے بھی پردہ کا انتظام تھا۔ اور وہ بھی تقریریں سن کر مستفید ہوتی رہیں۔

پٹی میں تبلیغ

سید محمد حسین صاحب پٹی سے لکھتے ہیں۔ کہ حافظ غلام رسول صاحب اور مولوی عبدالرحمن صاحب ملتانی یہاں آئے غیر احمدیوں نے علیحدہ جلسہ کا انتظام کر رکھا تھا۔ جس میں ہمارے خلاف بہت سی غلط باتیں پیش کیں۔ حبیب اللہ کلرک نہر کی تقریر کے بعد ہم نے جواب کے لئے وقت مانگا۔ مگر انکار کر دیا گیا۔ رات کے وقت ہم نے علیحدہ جلسہ کیا۔ جس میں ان کے اعتراضات کے جواب تسلی بخش طور پر دیئے گئے۔ اختتام پر بعض اعتراض کئے گئے۔ جن کے جواب ہم نے دئے۔ حافظ صاحب نے مستورات میں بھی ایک تقریر کی۔ جو بہت پسند کی گئی۔

پائل میں تقریریں

علی بخش صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مولوی محمد نذیر صاحب اور مولوی محمد شریف صاحب ۳۱ اکتوبر کو یہاں آئے۔ مولوی محمد نذیر صاحب نے رات کے وقت فضائل اسلام پر تقریر کی جو بہت مقبول ہوئی۔ اگلے روز پھر جلسہ کیا گیا۔ اور مولوی محمد نذیر صاحب نے احمدیت کے متعلق تقریریں کیں۔ بعض لوگوں نے انتشار پیدا کیا۔ مگر انہیں روک دیا گیا۔ غیر احمدیوں پر خدا کے فضل سے بہت ہی اچھا اثر ہے۔

موگہ میں تقریر

شیخ محمد یعقوب صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ۴ نومبر مولوی احمد خان صاحب نسیم نے ختم نبوت کی حقیقت پر تقریر کی۔ بعد میں بعض لوگوں نے سوالات کئے۔ جن کے تسلی بخش جواب مولوی صاحب نے دئے۔ ایک پادری نے مناظرہ کا چیلنج دیا۔ جو منظور کر لیا گیا۔ مگر بعد میں وہ فرار کر گیا۔ اگلے روز غیر احمدیوں نے قاضی فضل احمد لدھیانوی کا لیکچر کرایا۔ جس نے بہت ہی فحش کلامی کی۔ ایک حوالہ طلب کرنے پر اس نے مولوی احمد خاں کو گالی دی۔ اور غیر احمدیوں نے حملہ کر دیا۔ مگر پولیس سب انسپکٹر سردار بھگوان سنگھ صاحب کی فرض شناسی نے فساد نہ ہونے دیا۔

کلاسوالہ میں آریوں سے مناظرہ

فضل کریم صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ۴۔۵ نومبر یہاں آریوں سے مناظرے ہوئے جس کا چیلنج آریوں نے پہلے سے دے رکھا تھا۔ مضامین صداقت مسیح موعود اور ویدوں کی تعلیم تھے۔ احمدی مناظر مہاشہ محمد عمر صاحب اور آریوں کی طرف سے پنڈت چرنجی لال پریم تھے۔ ویدوں کی تعلیم پر مہاشہ صاحب نے جو اعتراضات کئے۔ بار بار مطالبہ کے باوجود پنڈت جی نے آخر تک ان کا کوئی جواب نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے کے فضل سے احمدیوں کو نمایاں غلبہ حاصل ہوا۔

سونگھڑہ (کٹک) میں مناظرہ

سید غلام رسول صاحب لکھتے ہیں۔ کہ نواحی بستیوں میں احمدیت کی صداقت میں ہم نے مسلسل تقریریں کیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نوجوانوں کی ایک انجمن نے مناظرہ کی خواہش کی۔ اور شرائط وغیرہ طے ہونے کے بعد ۲۴ اکتوبر مناظرہ شروع ہوا۔ مضمون زیر بحث وفات مسیح تھا۔ ہماری جماعت کے پریذیڈنٹ خانصاحب سید ضیاء الحق صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی نے مناظرہ کیا۔ اور ایسے زوردار دلائل دئے کہ ایک غیر احمدی تعلیم یافتہ شخص پکار اٹھا کہ ہم حضرت مسیح کی وفات مان لیتے ہیں اسے چھوڑو۔ قریشی محمد حنیف صاحب نے غیر احمدی مناظر کے صداقت احمدیت پر پیش کردہ اعتراضات کے جواب دئے۔ اس پر پہلا اجلاس ختم ہوا۔ دوسرے مناظرہ کے شروع میں ہی غیر احمدیوں نے شرائط کو توڑنا شروع کر دیا۔ مگر ہم نے اسے بھی گوارا کر لیا۔ تا وہ بھاگ نہ جائیں۔ چنانچہ مناظرہ خوب کامیاب ہوا۔ اور سنجیدہ لوگوں کے دلوں میں صداقت کا اثر ہوا۔ اور غیر احمدی اس قدر ناکام ہوئے۔ کہ جب ہمارے مناظر نے کہا۔ کہ اگلے مناظرہ کے متعلق ضروری باتیں طے ہو جائیں۔ تو انہوں نے ہاتھ ہلا ہلا کر بس بس کی آوازیں بلند کیں۔

احراری لیڈروں کا کچا چٹھا

مسلمانانِ لاہور کے جلسۂ عام میں پُر زور تقریریں

الفضل کے نامہ نگار کے قلم سے

شیخ قمر الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی کی تقریر

مفتی ضیاء الدین صاحب کی تقریر کے بعد لاہور کے ایک ہونہار نوجوان شیخ قمر الدین صاحب کھڑے ہوئے۔ آپ نے حاضرین کو مفتی صاحب کی تقریر کی طرف متوجہ کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ وہ ان حقائق اور واقعات کو ذہن نشین کرینگے۔ جو تحریک کشمیر کے ایک لیڈر کی زبان سے تحریک احرار اور قائدینِ احرار کے متعلق بیان ہوئے ہیں۔ اپنی تقریر کو شروع کرتے ہوئے آپ نے تمہیداً کہا۔ کہ احرار کی گوناں گوں خصوصیات کے باعث اسے ایک سوسائٹی آف میوچل ایڈمائریشن یا "انجمن تحسین باہمی" کہنا زیادہ مناسب ہے۔ چند ایک ہم مشرب وہم مذاق گروہ کے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کی تائید و تحسین کر کے خوش ہو لیتے ہیں۔ اور خیال کر لیتے ہیں۔ کہ ہم ایک اہم اسلامی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ ان کی قابلیت کا یہ حال ہے۔ کہ بڑے بڑے احراری بزرگ نہایت عام فہم اور کثیر الاستعمال الفاظ تک صحیح نہیں بول سکتے۔ کل اسی جگہ ایک بہت بڑے احراری لیڈر اپنی تقریر میں بار بار ڈومینین سٹیٹس کو "ڈومن سٹٹس ڈومن سٹٹس" کہہ رہے تھے۔ لیکن زعم اتنا ہے۔ کہ گویا تمام اسلامی مسائل ہمہ کے علم بردار یہی ہیں۔ اور ان کی فتح اسلام کی فتح اور ان کی شکست اسلام کی شکست ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ خدانخواستہ خدانخواستہ اسلام کی فتح و شکست کسی مظہر علی یا کسی حبیب الرحمٰن کی فتح و شکست کے مترادف ہو۔ کیا اسلام اپنی ہستی کے بقاء کے لئے ان لوگوں کا محتاج ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اسلام قائم ہے اپنی عالمگیر جاذبیت سے اپنی روح سے اپنے اصولوں سے۔ وہ نہ کبھی اپنی بقاء کے لئے افراد کا محتاج ہوا ہے۔ اور نہ آئندہ کبھی ہو گا۔

ہمیں بار بار مولوی مظہر علی صاحب کی قید و بند کا افسانہ سنایا جاتا ہے۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ کہ یہ افسانے ہائے قید و بند خدمت قوم کی کس صنف میں شامل ہونے کے لائق ہیں۔ لیکن اگر بفرضِ محال انہیں ایک طرح سے قومی خدمت مان بھی لیا جائے۔ تو میں پوچھتا ہوں۔ کہ اس قید و بند کو وارڈ کی خدمت سے کیا تعلق۔ ہمیں تو ایک ایسا آدمی درکار ہے۔ جو وارڈ کی جملہ ضروریات کا احساس رکھے۔ ان کی تکالیف کو دور کرنے اور میونسپل کمیٹی میں صحیح اسلامی خدمات کو ملحوظ رکھنے کی اہلیت اور قابلیت رکھتا ہو۔ مولوی صاحب اس وارڈ کے باشندہ نہیں۔ اس لئے وہ اس وارڈ کی ضروریات کا کما حقہ احساس رکھنے کی اہلیت نہیں رکھ سکتے۔ باقی رہا میونسپل کمیٹی میں اسلامی حقوق کی نگہداشت۔ تو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مولوی صاحب اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس نے اسلامیانِ ہند کی متفقہ آواز کے خلاف مسلمانوں کے حقوق کی قربانی کرتے ہوئے نہرو رپورٹ میں دشمنانِ ملت کی ہمنوائی کی تھی۔ ہم کس طرح یقین کریں۔ کہ مولوی صاحب کمیٹی میں بھی اسلامی حقوق۔ اسلامی مصالح۔ اسلامی اغراض کو غیروں کے ہاتھ نہ بیچ دیں گے؟

مولوی صاحب اتنے عرصہ سے پنجاب کونسل کے ممبر ہیں۔ کیا اتنے عرصہ میں انہوں نے اپنی قوم کے لئے کوئی مفید اور ٹھوس کام کیا۔ کوئی بل پیش کیا۔ کوئی مسودہ تیار کیا۔ آخر اتنے عرصہ میں سوائے اس کے انہوں نے کیا کام کیا۔ کہ دھواں دھار تقریروں کے ذریعہ سے بالفاظ "مولوی ظفر علی خان" "حکومت کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیرتے رہے۔ ان کا ہم پیشہ بھائی ہونے کے لحاظ سے میں عدالت میں مولوی صاحب کی زور تقریر سے بھی بخوبی واقف ہوں۔ کسی سٹیج پر۔ اپنے حواریوں کے درمیان بلا عنوان بے سرو پا باتیں کرتے جانا اور بات ہے اور عدالت کے سامنے مقررہ موضوع پر۔ نفس مضمون کے مطابق با دلائل گفتگو کرنا امر دیگر:

آپ کی قابلیت کا مزید ثبوت یہ ہے۔ کہ تحریک کانگرس کے زمانۂ عروج میں کانگرس نے اپنے دوسرے کارکنوں کی طرح آپ کی تنخواہ بھی مقرر کی۔ جو تین سو روپیہ ماہوار تھی۔ جب وہ عروج کا زمانہ ختم ہوا۔ تو کانگرسی کارکنوں کی تنخواہوں میں تخفیف کا سوال پیش ہوا۔ اس سلسلہ میں ہر کانگرسی کارکن سے اپنی آمدنی کی تفصیل طلب کی گئی۔ مولوی صاحب نے اپنے پیشۂ وکالت کی بناء پر جو حساب پیش کیا۔ اس سے آپ کی ماہوار آمدنی ۱۲/ ۴۳ روپے تشخیص ہوئی۔ لیکن کانگرس نے ایک پرانا اور محنتی کارکن ہونے کی حیثیت سے آپ کو ایک سو روپیہ ماہوار امداد دینا منظور کیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مولوی حبیب الرحمٰن جیسی نہایت محدود قابلیت رکھنے والے اور اقل ترین آمدنی والے احراری ۲۵-۲۰ ہزار کے مکان تعمیر کرا لیتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں۔ کیا ان کی کوئی جاگیر تھی۔ جس سے انہوں نے اتنا بڑا مکان تعمیر کر لیا۔ یا وہ روپیہ تھا۔ کہ اسلامی تحریکوں کے نام علم مسلمانوں سے بطور چندہ وصول کیا؟

مولوی محمد بخش صاحب مسلم کی تقریر

شیخ قمر الدین صاحب کے بعد مولوی محمد بخش صاحب مسلم بی۔ اے نے ایک جامع تقریر کے دوران میں مسلمانوں کو باہمی رواداری اور سلوک کی تلقین کی۔ اور لوکل سلف گورنمنٹ اور میونسپل قواعد کی رُو سے ثابت کیا۔ کہ مسٹر فرخ حسین بیرسٹر ایٹ لاء اس وارڈ کے باشندہ ہونے کے لحاظ سے اس کی نیابت کے سب سے زیادہ اہل ہیں:

کل کی تقریر میں کہا گیا ہے۔ کہ اگر مظہر علی اظہر کو شکست ہو گئی۔ تو یہ اسلام کی شکست کے مترادف ہو گا۔ میں کہتا ہوں۔ ایک مظہر علی نہیں ہزاروں مظہر علی۔ اور ایک حبیب الرحمٰن نہیں لاکھوں حبیب الرحمٰن فنا ہو جائیں۔ تب بھی اسلام کو شکست نہیں ہو سکتی۔ اسلام کو اس وقت شکست نہ ہوئی۔ جس وقت تاتاریوں کی خارا شگاف تلوار نے عالم اسلام میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہل چل مچا دی تھی۔ جب دجلہ کا پانی خون بن کر بہہ رہا تھا۔ جب در و دیوار سے "الاسلام از تو مور" کی صدا اٹھ رہی تھی۔ اسلام اس وقت فنا نہ ہوا۔ اور انہیں غارت گروں کی اولاد اسلام کے وجود کی حفاظت کے لئے سپر بن کر کھڑی ہو گئی۔ کیا خوب فرمایا ہے علامہ اقبال نے ؎

نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے
نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے
ہے عیاں شورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

مولانا مسلم کی تقریر کے بعد مسٹر فرخ حسین صاحب نے ایک مختصر اور جامع تقریر میں وارڈ کو یقین دلایا۔ کہ وہ اپنے والد کے نقش قدم پر چل کر اپنے وارڈ کی صحیح خدمت کر کے خادمِ قوم ہونے کو اپنا فخر سمجھیں گے۔ آپ کی تقریر کے بعد دعا پر جلسہ برخاست ہوا:

ایک باموقعہ چاہی رقبہ فروخت ہوتا ہے

اس وقت قادیان کے پاس ایک باموقعہ چاہی رقبہ قابل فروخت ہے۔ یہ رقبہ موضع بھینی میں ہے اور ریلوے یارڈ قادیان کے ساتھ متصل جانب جنوب مشرق واقع ہے۔ کُل رقبہ جو قابل فروخت ہے باسٹھ کنال پانچ مرلہ ہے یعنی آٹھ گھماؤں سے کچھ کم ہے۔ جس میں ایک سالم چاہ آبپاشی معہ سامان لگا ہوا ہے۔ یہ رقبہ زرعی لحاظ بھی اچھا ہے اور قیمتی لحاظ سے بھی باموقعہ ہے اور آبادی کے عین رُخ پر ہے۔ جو احباب اس رقبہ کو خریدنا چاہیں وہ خود قادیان آ کر یا کسی کو اپنی طرف سے مختار مقرر کر کے رقبہ کے دیکھنے کا انتظام کر لیں۔ قیمت یکمشت نقد وصول کی جائے گی۔ رجسٹری کی صورت میں اخراجات رجسٹری خریدار کے ذمہ ہونگے۔ خریدار اقوام زراعت پیشہ سے تعلق رکھتا ہو تو بہتر ہے۔

فقط۔ خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد قادیان ۱۱/۲۴ ۱۲

الخطبہ

ایک نوعمر خوش شکل جو ایک شریف و مہذب اور علمی احمدی خاندان سے ہے۔ لڑکی کے لئے ایک ایسے تعلیم یافتہ اور برسرروزگار لڑکے کی ضرورت ہے۔ جو شریف خاندان اور شریف قوم سے تعلق رکھتا ہو جس کے اخلاق شستہ ہوں۔ لڑکی کی تعلیم اردو میٹرک کے درجہ تک اور انگریزی و فارسی کی تعلیم درجہ مڈل تک ہے قرآن شریف باترجمہ اور کتب تاریخ اسلامیہ سے واقف ہے اعلیٰ درجہ کی دیندار اور سادگی پسند ہے امور خانگی سے بھی واقف ہے۔ جو درخواست کنندگان علاقہ انبالہ۔ پٹیالہ یا علاقہ یو۔ پی کے ہونگے۔ ممکن ہے انہیں پنجابیوں پر ترجیح دی جاوے۔

پتہ ت۔ گ معرفت مینجر صاحب الفضل قادیان

رشتہ مطلوب ہے

ایک شریف خاندان کی خاتون کا رشتہ مطلوب ہے۔ عمر ۲۲ سال اچھی صحت اچھی شکل۔ عقل اس کی ایک بچی چار سالہ موجود ہے پرائمری تک تعلیم یافتہ۔ دیندار امور خانہ داری سے آگاہ سینے پرونے سے واقف اہل حاجت خط و کتابت معرفت مولانا محمد سرور شاہ صاحب قادیان کریں۔

خوشخبری

پائدار۔ خوشنما اور اعلیٰ درجہ کی جرابوں کے لئے دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ کا نام نوٹ کر لیں۔ اپنے شہر کے ہر دوکاندار سے طلب کریں۔

براہ راست کمپنی سے چھ درجن یا اس سے زیادہ تعداد میں مال منگوانے پر معقول کمیشن دیا جاتا ہے۔ احمدی جماعتیں اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔ اور ایک جگہ کے تمام احباب مشترکہ آرڈر دے کر مال منگوا لیں۔

مزید تفصیلات کے لئے کمپنی سے خط و کتابت کریں۔

المشتہر

جنرل مینجر دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان

خریدارانِ الفضل جن کو وی پی ہونگے

مندرجہ ذیل ان خریداران الفضل کی فہرست ہے جن کا چندہ ۱۶ نومبر اور ۱۵ دسمبر کے درمیان کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے براہ مہربانی ۳ دسمبر سے پہلے پہلے بذریعہ منی آرڈر چندہ بھیج کر مشکور فرمائیں۔ ورنہ اسی تاریخ کو وی پی کر دیئے جائیں گے۔ جلسہ کے قریب کا خیال نہ فرمایئے۔ ایک مہینے کے اخراجات اسی آمد پر چلتے ہیں۔ جلسہ کے لئے وہ خریداران ہیں جن کا چندہ ۱۶ دسمبر سے بعد ۱۵ جنوری تک ختم ہوتا ہے۔ جلد سے جلد توجہ فرمائی جائے۔ تاکہ وی پی سے ۵ر کا نقصان طرفین کا نہ ہو

مینیجر الفضل

نمبر خریداری	نام
۷۲	حکیم محمد حسین صاحب
۱۳۱	چوہدری نذیر احمد صاحب
۱۷۷	ڈاکٹر احمد حسین صاحب
۱۸۱	منشی غلام حیدر صاحب
۶۴۹	مولوی محمد الدین صاحب
۴۴۸	مولوی سراج الحق صاحب
۱۰۷۴	منشی سلطان عالم صاحب
۱۱۲۱	ہدایت اللہ صاحب
۱۴۹۲	چوہدری محمد حیات خانصاحب
۱۷۱۷	چوہدری بشارت علی صاحب
۱۷۴۱	جان محمد صاحب
۲۲۲۹	نصیر احمد صاحب
۲۵۴۷	شجاعت حسین صاحب
۲۵۸۲	چوہدری نعمت خانصاحب
۲۵۹۶	سلطان احمد صاحب
۲۷۶۹	عبد الرب صاحب
۲۸۳۵	ملک عزیز اللہ خان
۲۹۵۵	ملک محمد رفیق صاحب
۳۸۹۳	مولوی محبوب عالم صاحب
۳۷۴۲	ہدایت اللہ صاحب
۳۶۱۱	منشی جھنڈے خانصاحب
۳۷۲۵	مرزا اکبر بیگ صاحب
۳۸۴۲	رفیع الدین احمد صاحب
۳۸۴۴	منشی الطاف حسین صاحب
۴۰۶۴	چوہدری محمد لطیف صاحب
۴۱۲۳	چوہدری نظام الدین صاحب
۴۴۱۸	خانصاحب برکت علی صاحب
۴۴۵۰	منشی محمد عبد اللہ صاحب
۴۵۳۰	خدا بخش صاحب
۴۶۸۵	ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب
۴۷۱۰	غلام نبی صاحب
۴۸۸۵	ڈاکٹر عبد الکریم صاحب
۵۲۳۱	چوہدری محمد بخش صاحب
۵۳۰۴	چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب
۵۳۱۶	خلیل شاہ صاحب
۵۶۱۴	عبد المجید صاحب
۵۶۸۴	عبد الشکور صاحب
۵۷۴۳	چوہدری محمد شریف صاحب
۶۸۲۸	ماسٹر محمد ابراہیم صاحب
۷۱۲۳	رشید احمد خان صاحب
۷۱۸۸	بابو عبد العزیز صاحب
۷۳۲۹	آنریبل خان بہادر چوہدری محمد الدین صاحب
۷۴۰۷	چوہدری عبد المجید صاحب
۷۴۱۳	شیخ عبد الحلیم صاحب
۷۹۳۸	عبد المجید صاحب
۷۹۴۲	اہلیہ شیخ حامد علی صاحب
۷۹۴۶	محمد اکرم صاحب
۷۹۵۶	دوست محمد صاحب
۷۹۸۱	نواب ادیب یار جنگ بہادر
۸۰۲۶	نصیر احمد خان صاحب
۸۰۴۹	محمد ابراہیم صاحب
۸۱۹۹	خانزادہ امیر اللہ خانصاحب
۸۲۶۱	میاں مدد علی صاحب
۸۳۰۰	حکیم فتح الدین صاحب
۸۴۱۲	رحیم بخش صاحب
۸۴۵۷	قاضی شاد بخت صاحب
۸۴۵۹	سید وزارت حسین صاحب
۸۴۶۷	مسلم فرینچ ریڈنگ روم
۸۵۰۷	ماسٹر محمد فضل الٰہی احمد صاحب
۸۵۷۳	محمد اشرف صاحب
۸۵۷۹	مرزا معظم بیگ صاحب
۸۶۰۵	جلال الدین صاحب
۸۶۴۷	قادر بخش صاحب
۸۷۲۰	بابو محمد منیر صاحب
۸۷۳۰	صلاح الدین احمد صاحب
۸۷۶۴	رکن الدین صاحب
۸۷۷۳	شیخ خادم حسین صاحب
۸۷۷۷	محمد سعید خادم صاحب
۸۷۸۹	میاں محمد یوسف صاحب
۸۸۸۱	چوہدری غلام محمد صاحب
۸۹۱۱	عبد الواحد صاحب
۸۹۱۶	یمین علی شاہ صاحب
۹۰۱۷	حوالدار مظفر خان صاحب
۹۰۴۴	سردار خان صاحب
۹۰۸۹	شیخ سبحان علی صاحب
۹۱۰۴	عنایت اللہ صاحب
۹۱۱۵	منشی محمد حسین صاحب
۹۱۲۴	بابو عنایت الٰہی صاحب
۹۱۲۶	محمد شجاعت علی صاحب
۹۱۹۲	حاجی جلال الدین صاحب
۹۲۳۴	چوہدری پیر محمد صاحب
۹۲۳۷	حاجی بلاول صاحب
۹۲۵۳	ماسٹر محمد طفیل صاحب
۹۲۸۶	سید محمد حسین صاحب
۹۳۱۰	شیخ احمد صاحب
۹۳۱۵	ملک غلام محمد صاحب
۹۳۵۱	بابو شکر الٰہی صاحب
۹۳۵۴	مرزا محمد اسمٰعیل صاحب
۹۳۸۹	ڈاکٹر محمد احمد صاحب
۹۴۶۰	بشیر احمد صاحب
۹۴۶۸	غلام مرتضیٰ خان صاحب
۹۴۸۲	خواجہ محمد شریف صاحب
۹۵۱۰	اے جی احمدی
۹۵۲۵	مسٹر کے ڈین
۹۵۲۸	ملک نبی محمد صاحب
۹۵۷۱	چراغ الدین صاحب
۹۵۷۴	خانصاحب فقیر محمد صاحب
۹۵۸۲	محمد نثار احمد صاحب
۹۵۸۵	شیخ منظور الٰہی صاحب
۹۶۰۵	مولوی محمد علی صاحب
۹۶۰۶	محمد عبد اللہ سلہرجدین صاحب
۹۶۴۲	اللہ داد خانصاحب
۹۶۵۴	محمد الطاف خانصاحب
۹۶۸۲	سید محمد شاہ صاحب
۹۷۰۵	محمد شریف خانصاحب
۹۷۴۳	عبد اللہ صاحب
~~۹۸۰۸~~	پریذیڈنٹ صاحب
۹۸۲۵	فیروز الدین صاحب
۹۸۲۸	منشی الدین صاحب
۹۸۳۲	مولوی اختر علی صاحب
۹۸۳۸	مفتی اظہار حسین صاحب
۹۸۴۴	چوہدری نادر علی صاحب
۹۸۴[illegible]	منشی عبد السمیع صاحب
۹۸۴۸	ڈاکٹر نور احمد صاحب
۹۸۵۰	چوہدری عبد الرشید صاحب
۹۸۵۳	منشی رحمت خانصاحب
۹۸۵۶	رشید محمد خان صاحب
۹۸۵۹	شیخ سلطان علی صاحب
۹۸۶۴	ڈاکٹر غلام علی صاحب
۹۸۶۷	سید عنایت حسین صاحب
۹۹۰۰	قاضی عبد الحق صاحب
۹۹۱۷	محمد عبد الرحمن صاحب
۹۹۳۵	قاضی عبد الرحمن صاحب
۹۹۳۸	لعل محمد صاحب
۹۹۴۴	مستری سلطان بخش صاحب
۹۹۵۴	منشی برکت علی صاحب
۹۹۶۵	محمد صادق صاحب
۹۹۷۷	فیض عالم خانصاحب
۹۹۹۱	اللہ دتہ صاحب
۱۰۰۱۳	مولوی غلام حسین صاحب
۱۰۰۲۹	عبد المنان صاحب
۱۰۰۵۹	منشی عبد الحق صاحب
۱۰۰۶۰	حکیم محبوب الرحمن صاحب
۱۰۰۶۲	مولوی عبد الغنی صاحب
۱۰۰۶۴	منشی محمد علی صاحب
۱۰۰۶۶	شیخ مختار نبی صاحب
۱۰۰۶۷	ایس گلزار محمد صاحب
۱۰۰۷۱	لفٹننٹ ایم عطاء اللہ احمد صاحب
۱۰۰۷۴	محمد عبد اللہ صاحب
۱۰۰۷۵	ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب
۱۰۰۷۶	فضل محمد صاحب
۱۰۰۷۸	سید یوسف اینڈ سنز
۱۰۰۸۰	سیدہ رقیہ بیگم صاحبہ
۱۰۰۸۱	ملک میر محمد صاحب
۱۰۰۸۴	سید مقبول حسین صاحب
۱۰۰۸۶	مسٹر ایچ آر خان صاحب
۱۰۰۸۹	سید جعفر صاحب
۱۰۰۹۰	چوہدری ایم اے خانصاحب
۱۰۰۹۱	چوہدری سردار خان صاحب
۱۰۰۹۸	مولوی عبد السبوح صاحب
۱۰۱۱۷	مستری محمد یعقوب صاحب
۱۰۱۲۱	سید مبشر الدین صاحب
۱۰۱۲۲	بابو محمد افضل صاحب
۱۰۱۷۷	پریذیڈنٹ صاحب
۱۰۱۹۲	شیخ محمد حفیظ صاحب
۱۰۱۹۵	ماسٹر عبد الرحمن صاحب
۱۰۲۰۳	ضیاء الحق صاحب
۱۰۲۲۲	نذیر احمد صاحب
۱۰۲۲۶	سید علی محمد صاحب
۱۰۲۳۴	چوہدری عمر الدین صاحب
۱۰۲۷۲	محمد صادق صاحب
۱۰۲۷۶	حبیب اللہ بافضل احمد صاحب
۱۰۲۸۷	محمد عثمان صاحب
۱۰۲۸۹	غلام مولا خادم صاحب
۱۰۳۱۴	محمد اسحاق علی صاحب
۱۰۳۱۶	مستری محمد عالم صاحب
۱۰۳۱۹	ماسٹر فقیر محمد صاحب
۱۰۳۲۶	پی کنجی کویا
۱۰۳۲۷	خواجہ احسن میر صاحب
۱۰۳۳۵	ایم محمد عمر صاحب
۱۰۳۳۶	چوہدری غلام نبی صاحب
۱۰۳۳۷	شمس الدین احمد صاحب
۱۰۳۴۴	خانصاحب واحد بخش صاحب
۱۰۳۴۵	مرزا عبد الغنی صاحب
۱۰۳۴۷	مرزا محمد عزیز صاحب
۱۰۳۴۹	غلام رسول صاحب
۱۰۳۵۴	مولوی عبد الکریم صاحب
۱۰۳۶۷	ماسٹر غلام محمد صاحب
۱۰۳۹۷	مولوی غلام رسول صاحب
۱۰۴۱۳	بابو نصیر احمد صاحب
۱۰۴۲۲	ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب
۱۰۴۳۵	چوہدری علی محمد صاحب
۱۰۴۳۶	حاجی محمد بخش صاحب
۱۰۴۳۹	شیخ عبد العزیز صاحب
۱۰۴۴۲	حکیم عبد الکریم صاحب
۱۰۴۴۵	عبد المجید خان صاحب
۱۰۴۴۷	ملک غلام نبی صاحب
۱۰۴۴۸	مہر سرفراز خان صاحب
۱۰۴۵۳	محمد فرید الدین صاحب
۱۰۴۵۴	حسن محمد صاحب
۱۰۴۵۵	ایم غلام محمد صاحب
۱۰۴۵۸	افتخار حسین صاحب
۱۰۴۶۰	بابو غلام جیلانی خانصاحب
۱۰۴۶۲	محمد اسمٰعیل صاحب
۱۰۴۶۳	ایم محمد ایوب صاحب
۱۰۴۶۶	چوہدری ثناء اللہ صاحب
۱۰۴۷۳	میاں عبد الرحیم صاحب
۱۰۴۷۵	منشی احمد الدین صاحب
۱۰۴۷۶	حافظ مبین الحق صاحب
۱۰۴۸۵	مولوی صدر الدین صاحب
۱۰۴۹۲	عبد السلام صاحب
۱۰۵۰۸	قائم خان صاحب
۱۰۵۱۲	شیخ ابراہیم صاحب
۱۰۵۳۲	نیک محمد صاحب
۱۰۵۶۴	خانزادہ عبد العلی صاحب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

انتخابات اسمبلی کے سلسلہ میں لاہور کی ایک اطلاع کے مطابق شیخ خالد لطیف گابا کامیاب ہو گئے ہیں۔ انہیں خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب کے مقابلہ میں ۹۹۷ ووٹ زیادہ حاصل ہوئے۔ پنجاب کے مغربی اسلامی حلقہ سے شیخ فضل حق صاحب پراچہ کو کپتان ممتاز احمد خان ٹوانہ کے مقابلہ میں ۴۷۰۰ ووٹ زیادہ حاصل ہوئے اور شیخ صاحب کے منتخب ہو جانے کا اعلان کر دیا گیا۔ وسطی پنجاب کے غیر مسلم حلقہ کی طرف سے ہندو مہا سبھا کے صدر بھائی پرمانند۔ دیوان چمن لال کے مقابلہ میں ۱۹۰۶ ووٹوں کی زیادتی سے کامیاب ہوئے انبالہ کے حلقہ سے کانگرسی امیدوار لالہ شام لال۔ جالندھر کے حلقہ سے مالوی پارٹی کے امیدوار لالہ فقیر چند۔ مغربی پنجاب کے سکھ حلقہ سے سردار سنت سنگھ صاحب لائل پوری اور مشرقی حلقہ سے سردار منگل سنگھ صاحب کے کامیاب ہونے کا اعلان ہوا ہے۔

لکھنؤ سے ۱۵ نومبر کی اطلاع کے مطابق مسٹر پرتاپ شنکر اسسٹنٹ سشن جج لکھنؤ کے مکان سے ایک ریوالور چوری ہو گیا۔ ریوالور ان کی میز کی دراز میں رکھا ہوا تھا۔

یو۔پی کونسل میں ۱۵ نومبر کو ناجائز سود خواری کے مسودہ کو سرکاری ترمیموں کے بعد منظور کر لیا گیا۔ ترمیموں کا مقصد بعض جماعتوں کے ان شکوک کا ازالہ تھا۔ جو کسی عدالت کے فیصلہ سے اس قانون کے نفاذ کے متعلق پیدا ہو گئے تھے۔

الہ آباد سے ۱۶ نومبر کی اطلاع کے مطابق مولانا شوکت علی انتخاب اسمبلی میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ مولانا شوکت علی کو ۷۴۱۲ اور ڈاکٹر شفاعت احمد خان صاحب کو ۳۱۱۲ ووٹ حاصل ہوئے صوبہ سرحد میں خان عبدالغفار خاں کے بھائی ڈاکٹر خان صاحب انتخاب اسمبلی میں کامیاب ہوئے ہیں۔

امرتسر سے ۱۶ نومبر کی اطلاع ہے۔ کہ چونکہ اخبار "ملاپ" نے حضرت باوا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور لالہ لاجپت رائے کی تصاویر ایک ساتھ شائع کر کے سکھوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگائی ہے۔ اس لئے سردار بہادر حکم سنگھ صاحب و سردار جسونت سنگھ صاحب صدر دربار صاحب کمیٹی اور دیگر سکھ لیڈروں کے دستخطوں سے ایک پوسٹر شائع ہوا ہے۔ جس میں سکھوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ "ملاپ" کا مکمل مقاطعہ کر دیں۔

ریاست کپورتھلہ کے چیف منسٹر سر عبدالحمید قریباً بیس سالہ ملازمت کے بعد خدمات ریاست سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔ جدید انتظام جنوری ۱۹۳۵ء میں عمل میں لایا جائے گا۔ معلوم ہوا ہے کہ آپ کو ایک ہزار روپیہ ماہوار پنشن ملا کرے گی۔

شیخوپورہ سے ۱۴ نومبر کی اطلاع کے مطابق وہاں کے ایک ستر سالہ برہمن پنڈت لابھ رام نے ایک ساہوکار کے خلاف برت شروع کر دیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آٹھ برس گذرے اس نے ساہوکار کے پاس ایک مکان چار سو روپیہ میں رہن رکھا تھا۔ اب وہ مکان کا روپیہ ادا کر کے اسے واپس لینا چاہتا ہے اور اس رقم کے علاوہ مناسب سود دینے کو بھی تیار ہے۔ لیکن ساہوکار اس سے سود زیادہ طلب کرتا ہے اس وجہ سے مکان واپس کرنے کو تیار نہیں۔

میسور سے ۱۵ نومبر کی اطلاع ہے کہ یونان کے سابق شاہ جارج آئندہ جنوری میں میسور آئیں گے۔

لنڈن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ لنکا شائر انڈین کاٹن کمیٹی نے جو رپورٹ برٹش کاٹن انڈسٹری ریسرچ ایسوسی ایشن کے روبرو پیش کی ہے اس میں ہندوستانی روئی کی تعریف کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ ہندوستان اب بہتر روئی پیدا کر رہا ہے۔

نئی دہلی سے ۱۵ نومبر کی اطلاع کے مطابق قلات کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ سرحد ایران پر سرکاری افسروں اور قبائلی اشخاص میں معمولی سی جھڑپ ہو گئی۔ جس کے نتیجہ میں کہا جاتا ہے کہ کچھ مقامی افسر اور سپاہی مارے گئے واقعات یہ بتائے جاتے ہیں کہ باغیوں کی ایک جماعت ایک مشہور باغی نواز خاں کی سرکردگی میں شورش کر رہی تھی اور حکومت ایران ان سرحدی علاقوں میں شورش کا قلع قمع کرنے میں مصروف تھی۔ کہ اس کا اس گروہ کے ساتھ تصادم ہو گیا۔

کوہ قراقرم پر چڑھنے والی اطالوی مہم جو گزشتہ سال رہ گئی تھی۔ اس کے متعلق نئی دہلی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہ آئندہ موسم میں اپنا کام شروع کرنے والی ہے۔ اس مہم کا مقصد بعض تودہ ہائے برف کا پتہ لگانا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ آئندہ سال بعض دوسرے وفود بھی کوہ قراقرم پر چڑھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جن میں سے ایک امریکن اور دوسرا فرانسیسی وفد ہے۔

کولمبو سے ۱۴ نومبر کی اطلاع ہے کہ سیلون کے مغربی ساحل پر گذشتہ پانچ روز سے سیلاب نے سخت تباہی پھیلا رکھی ہے۔ صدہا مکان منہدم ہو چکے ہیں۔ قصبہ نگمبو قریباً تمام زیر آب ہے۔ لاکھوں روپے کے نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ پانی کا پرزور بہاؤ سینکڑوں مویشیوں کو اور ہر قسم کے مال و اسباب کو بہا کے گیا ہے۔ شہر کے مختلف حصوں میں پانچ پانچ فٹ اونچا پانی کھڑا ہے۔

قرضہ بل پر بحث کرتے ہوئے ۱۵ نومبر کو پنجاب کونسل میں چوہدری چھوٹو رام صاحب نے مقروض کی یہ تعریف کی کہ "مقروض وہ ہے جس کے ذمے قرض ہو" اس کی تائید میں شیخ عبدالغنی صاحب وکیل سرگودہا نے ایک زبردست تقریر کی۔ اور یہ تعریف پاس ہو گئی۔

اسمبلی کے آئندہ صدر کے متعلق نئی دہلی سے ۱۴ نومبر کی اطلاع کے مطابق ابھی سے قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں چونکہ سر شنمکم چیٹی کامیاب نہیں ہوئے اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ مسٹر جناح یا سر عبدالرحیم میں سے کوئی ایک صدر تجویز کیا جائے گا۔

پشاور میں ۱۶ نومبر کی اطلاع کے مطابق ایک صنعتی نمائش کے انعقاد کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ جو یکم دسمبر کو منعقد ہو گی۔

حکومت افغانستان نے ۱۶ نومبر کی اطلاع کے مطابق شعبہ عمارات و انہار کے لئے ایک اطالوی انجنیئر کی خدمات حاصل کی ہیں۔

اسکندریہ سے ۱۵ نومبر کی اطلاع ہے کہ نسیم پاشا نے مصر کی جدید وزارت کے متعلق اعلان کیا ہے کہ پارلیمنٹ عنقریب توڑ دی جائے گی۔ اور جدید وزراء ہی اس امر کا فیصلہ کریں گے کہ جدید انتخابات کب ہوں۔

واشنگٹن سے ۱۵ نومبر کی اطلاع کے مطابق جنگی فضائی کور نے حکومت کے روبرو اپنا میزانیہ پیش کرتے ہوئے درخواست کی ہے کہ اسے آٹھ جدید طیاروں کی ضرورت ہے۔ سکیم کے مطابق مطلوبہ طیارے تین سال میں تعمیر ہو جانے چاہئیں۔ ان کی تعمیر کے بعد امریکہ کے پاس ۴۰۰۰ جنگی طیارے ہو جائیں گے۔

لنڈن سے ۱۷ نومبر کی اطلاع ہے کہ ہندوستانی والیان ریاست نے ملک معظم کی سلور جوبلی کے موقع پر پرنس آف ویلز کو ہندوستان آنے کے لئے مدعو کیا ہے۔ پرنس آف ویلز اس دعوت نامے پر غور کر رہے ہیں۔

جموں سے ۱۶ نومبر کی اطلاع کے مطابق ریاست جموں و کشمیر کے پرائم منسٹر کرنل کالون کی میعاد ملازمت میں ایک سال کی توسیع کر دی گئی ہے۔ اب کرنل کالون مارچ ۱۹۳۶ء تک ریاست میں کام کریں گے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی